عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۲۵ رمضان تا ۲ شوال ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ جولائی ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۲۵

عید الفطر کے احکام

عظمتِ قرآن کریم

رمضان اور لیلۃ القدر کی روشنی میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین

صدقۂ فطر کے مسائل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

نمازِ عید میں تاخیر سے شامل ہونے والا تکبیرات کس طرح پڑھے

س:.....اگر عید کی نماز میں پہلی تکبیریں چھوٹ جائیں یا پوری رکعت ہی نکل جائیں تو عید کی نماز کس طرح ادا کی جائے؟

ج:.....اگر امام تکبیرات کہہ چکا ہو اور قرأت شروع کر لی ہو یا ابھی ثنا ہی پڑھ رہا ہو تو بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ پہلے کہے اور اس کے بعد فوراً ہی تین زائد تکبیریں کہہ لے اور اگر امام رکوع میں چلا گیا ہے اور یہ گمان ہو کہ امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے مقتدی اپنی تکبیرات کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہہ لے کھڑے کھڑے اور فوراً ہی تین زائد تکبیرات کہے اور پھر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ امام رکوع سے اٹھنے والا ہے تو مقتدی کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں جائے اور بجائے سبحان ربی العظیم کہنے کے اللہ اکبر تین مرتبہ کہہ لے لیکن رکوع میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر اس کی تکبیریں ابھی پوری نہیں ہوئی تھیں کہ امام رکوع سے اٹھ گیا تو یہ بھی امام کی پیروی کرے تکبیرات چھوڑ دے اور رکوع سے اٹھ جائے اور اگر کسی کی پوری رکعت ہی چھوٹ گئی ہو تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے اس طرح کہ کھڑے ہونے کے بعد پہلے قرأت کرے اس کے بعد تین زائد تکبیریں کہے پھر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مرحوم شوہر کے مکان کی تقسیم

س:.....میں آپ سے فتویٰ لینا چاہتی ہوں، میرے مرحوم شوہر نے ترکہ میں مکان چھوڑا تھا جو کہ میرے نام ہے، میرے دو بیٹے ہیں بڑا بیٹا صاحب حیثیت ہے اور اس نے دوسری شادی کر لی ہے جبکہ اس کی پہلی بیوی سے جو بیٹا ہے یعنی میرا بڑا پوتا، میں آدھا مکان اپنے چھوٹے بیٹے اور آدھا مکان اپنے پوتے کے نام کرنا چاہتی ہوں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی اور کیا میں اپنے بڑے بیٹے کی حق تلفی تو نہیں کر رہی؟ کیونکہ میں اپنی زندگی میں یہ فیصلہ کر رہی ہوں، یہ وراثت کے زمرے میں تو نہیں ہے؟

بیوہ: عثمان خان

ج:.....صورت مسئولہ میں اگر تو یہ مکان آپ کے مرحوم شوہر نے بطور ملکیت آپ کو دے دیا تھا اور آپ کے نام کر دیا تھا تو یہ آپ کا ہے۔ اس لئے اس میں آپ کی رضا اور خوشی کو دیکھا جائے گا کہ آپ اپنے پوتے اور بیٹے کو برابر برابر تقسیم کر دیں اپنی زندگی میں ہی، لیکن آپ کی نیت بڑے بیٹے کو محروم کرنے کی نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر آپ کے مرحوم شوہر نے صرف کاغذوں میں آپ کے نام مکان کیا تھا، حقیقت میں خود ان کے قبضہ و ملکیت میں تھا تو پھر یہ مکان ترکہ شمار ہوگا اور ورثا میں شرعی حصہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس مکان کی مالیت کو ۱۶ حصوں میں تقسیم کریں گے جس میں ۲ حصے بیوہ کو اور ۷، ۷ حصے دونوں بیٹوں کو ملیں گے اور پوتے محروم ہوں گے۔ ہاں! اگر کوئی وارث اپنا حصہ نہ لینا چاہیں اور کسی دوسرے کو دے دیں تو انہیں ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تلاوت قرآن کا ایصال ثواب

س:.....کیا فوت شدہ لوگوں کے بخشنے کے لئے تلاوت قرآن کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بخشوانے کے لئے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج:.....جی ہاں! مرحومین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشا اور ہدیہ کیا جا سکتا ہے۔ ☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۲۵ر رمضان المبارک تا ۲ر شوال المکرم ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ر جولائی ۲۰۱۶ء — شمارہ:۲۵

اس شمارے میں!

اسلام میں عید کا تصور	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
عظمت قرآن کریم	۷	اقبال احمد صدیقی
آنحضرت ﷺ بحیثیت خاتم النبیین	۹	خالد محمود (سابق یونیل کندن)
عید الفطر و صدقۂ فطر کے احکام	۱۱	مفتی عبدالشکور ترمذی
روزہ... تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ	۱۵	مولانا ابوجندل قاسمی
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۳)	۱۹	مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد دلبر کا وصال	۲۲	مفتی عامر علی، نیول کالونی کراچی
ختم بخاری شریف خانقاہ سراجیہ میانوالی	۲۳	مولانا ابوزبیر قاری محمد زرین
شوہر بیوی کا مکالمہ (نظم)	۲۴	محمد یوسف طاہر قریشی، چنیوٹی
شوال کے چھ روزے	۲۵	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

حضرت مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے موسیٰ! آسمان اور جو کچھ اس میں ہے، زمین اور جو کچھ اس میں ہے اگر یہ سب چیزیں کسی ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یہ کلمہ ان تمام چیزوں سے بھاری ہوگا۔ (ابویعلیٰ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی: اے موسیٰ! امت محمدیہ میں کچھ ایسے حضرات ہوں گے جو سفر میں اونچی، نیچی زمین پر چڑھتے اترتے لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیں گے، ان کا ثواب اور بدلہ مرے ذمہ مثل انبیاء علیہم السلام کے ہے۔ (دیلمی)

یعنی وہ لوگ سفر میں خاص طور پر ہر نشیب و فراز کے موقع پر میری توحید کا اعلان کریں گے تو ان کو نبیوں کے مانند اجر دیا جائے گا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا، یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے توحید والو! تم آپس میں ایک دوسرے کی خطائیں معاف کردو اور تمہارا اجر و ثواب میرے ذمہ ہے۔ (طبرانی)

یعنی دنیا میں جو کچھ ہوا تھا اور ایک نے دوسرے پر زیادتی کی تھی وہ ایک دوسرے کو معاف کردو اور یہ جو فرمایا کہ ثواب ہمارے ذمہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی پر ظلم ہوا یا زیادتی ہوئی اور وہ معاف کردے تو اس کا ثواب ہم دیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ عرش الٰہی پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں: جس شخص نے ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہا، میں اس کو عذاب نہیں کروں گا۔ یعنی کلمہ کا قائل ہمیشہ عذاب میں نہیں رہے گا۔ (اربعین الاسماعیل بن عبدالغافر الفارسی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارا رب فرماتا ہے: اگر میرے بندے میری پوری پوری اطاعت کریں تو میں رات کو ان پر بارش کیا کروں اور دن کو کاروبار کی غرض سے دھوپ نکال دیا کروں اور کڑک کی آواز سے ان کو محفوظ رکھوں۔ (احمد، حاکم)

یعنی رات کو جب گھروں میں سوتے ہوں تو مینہ برسادوں اور دن کو کاروبار کے لئے بارش روک دیا کروں اور بجلی کی کڑک سے بھی محفوظ رکھوں، مطلب یہ ہے کہ بندے فرمانبردار بن جائیں تو بلا کسی تکلیف کے ان کی حاجتیں پوری کردیا کروں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اللہ ہوں! میرے علاوہ کوئی دوسرا بندگی کے لائق نہیں، میں مالک ہوں ملک کا اور بادشاہ ہوں بادشاہوں کا، تمام بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں جب بندے میری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے دل ان کی طرف پھیر دیتا ہوں اور بادشاہ ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے قلوب ان کے خلاف کردیتا ہوں اور بادشاہ ان پر ظلم کرتے ہیں تو جب کبھی ایسا ہو کہ تمہارے بادشاہ ظالم ہوجائیں تو تم بجائے اس کے کہ بادشاہوں کو کوسو اور ان کو بددعا دو اپنے نفسوں کی اصلاح کیا کرو اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوکر میرے سامنے تضرع و تفرغ اور گریہ وزاری کیا کرو تاکہ میں تمہارے بادشاہوں کے شر کو تم سے روک دوں۔ (ابونعیم فی الحلیۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے تین سودس سے کچھ زیادہ خصلتیں پیدا کی ہیں، اگر کوئی شخص ان میں سے ایک عمل بھی لے کر میرے پاس آئے گا، بشرطیکہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہمراہ لائے تب بھی اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ (طبرانی فی الاوسط)

یعنی اسلام کے اعمال میں سے کوئی ایک ہی عمل لے آئے گا مگر توحید کا قائل ہو مشرک نہ ہو تب بھی اس کو بخش دیا جائے گا اور کبھی نہ کبھی جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں بجائے ۳۱۰ کے ۳۱۵ ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے علاوہ کسی کو اپنی امیدوں کا مرکز بناتا ہے تو میں اس کی امید کو ناامیدی سے بدل دیتا ہوں اور اس کی امیدوں کو ناکام کردیتا ہوں اور ایسے شخص کو اپنے قرب اور وصل سے دور کردیتا ہوں، کیا سختیوں میں میرا بندہ میرے غیر سے امید قائم کرتا ہے، حالانکہ سختیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں زندہ ہوں اور کریم ہوں کیا میرے غیر سے امید کرتا ہے حالانکہ ہر قسم کے دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میرا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے وہ کون شخص ہے جس نے اپنی بڑی سے بڑی مصیبت میں مجھ سے امید قائم کی اور مجھ کو پکارا اور میں نے اس کی امید کو منقطع کردیا۔ کون ہے وہ شخص جس نے بڑے سے بڑے گناہ کی معافی کے متعلق مجھ سے امید قائم کی اور میں نے اس کی امید کو منقطع کردیا۔ میں نے بندوں کی امیدوں کو اپنے سے قریب کر رکھا ہے اور جو قوم میری پاکی بیان کرنے سے تھکتی نہیں، اس سے آسمانوں کو پُر کر رکھا ہے، وائے افسوس ان پر جو مجھ سے ناامید ہوتے ہیں اور وائے بدبختی ان کی جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور میرے حقوق کی رعایت نہیں کرتے۔ (دیلمی)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

اسلام میں عید کا تصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کی مغفرت وبخشش کرنے اور ان پر اپنی رحمت نچھاور کرنے کے لئے بے پناہ اسباب، وسائل اور اعمال اپنے بندوں کو عطا کئے، اگر ایک بندہ ان اسباب، وسائل، اوقات اور اعمال کو اپنالے اور ان کو اپنے حق میں استعمال کرلے تو رحمت حق سے قوی امید ہے کہ وہ اپنی بخشش اور معافی کا پروانہ لے کر ہی رہے گا۔ جیسا کہ روزہ رکھنے والوں کے بارہ میں فرمایا: ”جس مومن مسلمان نے ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کا روزہ رکھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف فرادیتے ہیں۔ اسی طرح جس مومن مسلمان نے رمضان کی راتوں کو ثواب کی امید رکھتے ہوئے قیام کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ اسی طرح جس مومن مسلمان نے شب قدر کو ثواب کی امید رکھتے ہوئے قیام کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔“

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان کی ہر رات میں دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزادی اور خلاصی کا پروانہ عطا فرماتے ہیں اور رمضان کی آخری رات میں مہینہ بھر جتنے لوگ آزاد ہوئے ان کے برابر صرف اس ایک رات میں جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ عید کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں: ”کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کرچکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کردی۔“

اسلام اور مسلمان اپنی الگ ایک شناخت اور پہچان رکھتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہر معاملے میں چاہے وہ عادات کے قبیل سے ہو یا عبادات کے قبیل سے، غیر مسلمانوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ روزمرہ کے معمولات میں بھی ان کے ساتھ تشابہ سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح اسلام میں عید کا تصور بھی غیر مسلموں سے الگ تصور ہے، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکۃ المکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ سال بھر میں دو دن بطور خوشی اور عید کے مناتے ہیں، ان ایام میں وہ لوگ خوب عیاشی کرتے، شراب کے دور چلتے، ناچتے گاتے، نئے لباس پہنتے اور خوب کھاتے پیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ ان دو دنوں کی کیا حیثیت ہے؟ جن میں تم جشن مناتے ہو اور دل کھول کر داد عیش دیتے ہو؟ ان لوگوں نے جواب دیا: حضور! ہم ایمان لانے سے پہلے زمانہ جاہلیت میں بھی اسی طرح یہ دن مناتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جاہلیت کے ان تہواروں کے بدلے میں تمہیں دو بہتر ایام عطا فرمائے ہیں، یعنی عید الاضحی اور عید الفطر۔ ایک دن قربانی کا ہے اور دوسرا دن رمضان المبارک کی مکمل پابندی کرنے کے بعد خوشی کا دن ہے۔ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم عید کی نماز ادا فرماتے، اگر کوئی اہم ملی معاملہ ہوتا تو اس کے متعلق بات چیت فرماتے یا اگر کوئی لشکر کسی مہم پر روانہ کرنا ہوتا تو اس کا حکم دیتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔

سلف صالحین کا یہ طرز رہا ہے کہ جب عید والے دن ایک دوسرے سے ملتے تو یوں ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے: ''تقبل اللّٰہ منا'' اللہ تعالیٰ ہماری رمضان المبارک کی عبادت وریاضت قبول فرمائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ شہر کو دارالخلافہ بنایا تو ایک دن آپ رضی اللہ عنہ شہر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس علاقے کے مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے بہترین لباس پہنے، ڈھول بجاتے، ناچتے گاتے، شہر سے باہر کسی میدان کی طرف جارہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ اور کہاں جارہے ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ آج ان لوگوں کی خوشی کا دن ہے جسے وہ ہر سال شہر سے باہر کھلے میدان میں جاکر مناتے ہیں۔ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ: لوگ اسلام سے نابلد ہیں، اسی لئے یہ اس طریقے سے جشن منارہے ہیں، جس میں بے حیائی، عریانی، فحاشی اور اسراف وتبذیر کے سوا کچھ نہیں، مگر اہل اسلام کا تصور عید بالکل مختلف ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کل یوم لا یعصی اللّٰہ عز وجل فیہ فہو لنا عید'' یعنی ہر وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہونے پائے وہ ہمارے لئے عید اور خوشی کا دن ہے۔ ہماری ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ جائیں۔ گویا اسلام کا عید کا تصور گناہوں میں ملوث ہونا نہیں، بلکہ گناہوں سے بچ جانا ہے۔

آج کل ہم مسلمانوں میں بھی عید اور خوشی کے نام پر بہت سی خلاف اسلام اوٹ پٹانگ چیزیں درآئی ہیں اور اس عید اور خوشی کے نام پر بہت سارے گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہیں پتنگ بازی کا شغل کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں دوسروں کے گھروں میں جھانکنا اور تانکنا لازمی سی چیز ہے۔ اسی طرح بارود بازی، جوا بازی، شراب نوشی، رقص وسرود کی محافل، عریانی، فحاشی سب منکرات میں داخل ہیں، یہ تمام چیزیں گناہ کے کام ہیں اور کسی وقت بھی ان کا ارتکاب درست نہیں۔ اسی طرح عورتوں اور خاص طور پر نوجوان لڑکیوں کا زرق برق لباس پہن کر اور میک اپ کرکے بلا حجاب گھر سے باہر نکلنا اسلام میں ہرگز روا نہیں۔ عریانی کا یہی مظاہرہ بے حیائی اور پھر اغوا جیسی وارداتوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام گناہوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہر معاملے میں ہمیں دین اسلام کی ہدایت اور راہنمائی میں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

قبولِ اسلام

فیصل آباد چک نمبر ۱۰۹ گ ب روڈ، ورکشاپ اسٹاپ جڑانوالہ روڈ میں جناب شوکت علی، محمد اکرام، محمد سلام سمیت راجپوت فیملی کے ۲۱ افراد نے جامع مسجد شوکت علی فضلی میں ۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ کو مغرب کی نماز کے وقت تمام نمازیوں کے سامنے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیج کر مبلغ ختم نبوت مولانا غازی عبدالرشید سیال کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے اور نومسلموں کی حفاظت فرمائے اور تمام قادیانیوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

عظمتِ قرآن کریم

ماہِ رمضان اور لیلۃ القدر کی روشنی میں

اقبال احمد صدیقی

گوناگوں پاکیزہ اوصاف اور دینی روحانی نسبتوں سے رمضان، روزہ، قرآن کریم، لیلۃ القدر باہم مربوط ہیں، یہ بھی ظاہر ہے کہ نظامِ شمسی کے ماہ و سال ہوں یا قمری نظام کے شب و روز، اپنی ماہیت کے اعتبار سے یکساں قانون مشیت کے تابع ہیں، لیکن ماہِ صیام خالق و مالک کائنات اللہ رب العالمین کی عطا کردہ خصوصی رحمتوں، برکتوں اور فضیلتوں کا مہینہ ہے۔ اس کی افادیت خود چشم کشا ہے اور سارے جہانوں کے رب کے کلام مقدس پر مشتمل، معلوم دنیا کی سب سے بلند مرتبہ کتاب یعنی صحیفہ قرآنی اسی ماہ رمضان میں نازل ہوا اور یہ ایمان افروز نوید اور شہادت بھی براہ راست بارگاہ خداوندی سے ہی دی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔“

(البقرہ:۱۸۶،پ:۲، تفہیم القرآن)

۱۸۴،۱۸۵،۱۸۷ (مدنی) وہ آیات کریمہ ہیں جن کا مفہوم یہ ہے:

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو روزے تم پر فرض کردیے گئے ہیں، جس طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں پر فرض کیے گئے تھے، توقع ہے اس سے تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی“۔

اس ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تمہارے ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا:

”لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ روزہ رکھو۔“

پھر ارشاد ربانی ہے کہ: ”اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار اور اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔“ (تفہیم جلد اول:۱۴۱ تا ۱۴۳)

صحابی رسول حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ: ماہِ شعبان کے آخری ایام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ:

”تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا ہے بہت ہی مبارک (بلند رتبہ) ہے۔ اس میں ایک رات ہے شب قدر، جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔“

شب قدر جو ترجیحاً طاق راتوں میں سے ایک مرتبہ ۲۷ویں رمضان کو آتی ہے، خالق و مالک ارض سماوات نے اس کی فضیلت اور توصیف کے لئے بلیغ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ بندگانِ خدا، ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں اس نزول قرآن کریم کی طاق رات کی جستجو کے شوق میں وقف ہوجاتے ہیں۔

برکتوں اور رحمتوں کے بہار آفریں ماہ رمضان کو اللہ پاک نے جہاں رعنائی فکر و بصیرت کی زینت، صبر و برداشت کی جسمانی و ذہنی تربیت اور عبادت گزاروں کو بیش بہا انعامات، اجر و اکرام سے نوازا ہے۔ وہاں سب سے بڑا تحفہ قرآن کریم کا نزول مکمل کرکے دیا ہے۔ مسلم امہ لاریب خوش نصیب ہے کہ سلسلۂ نبوت میں اہل اسلام کو پیغمبر صادق ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ نبی آخرالزماں ملے اور صحائف آسمانی میں صحیفۂ آسمانی بھی ہر اعتبار سے مکمل، دستور دینی و دنیاوی آخری کلام ربانی قرآن مجید عطا کیا گیا، اب نہ کوئی اور نبی آئے گا، نہ رسول آئے گا نہ کوئی اور قرآن کریم آئے گا۔

یہ جو اہل قلم دو اسلام یا دو قرآن لکھ کر اگر نیک نیتی کو ترک کرکے حقائق کو خود ساختہ معنوی ابہام یا لفظی تاویلات میں مسلمانوں کو الجھا رہے ہیں، وہ بدگمانی کج فہمی میں مبتلا ہیں، چونکہ قول فیصل تو صرف اللہ بزرگ و برتر کا ہے۔

قرآن کریم کے ۳۰ویں پارے عـــم یتساءلون ۵ کی سورۃ القدر کی صرف پانچ آیات مبارکہ میں اس ساری بحث و محاکمہ کے دفتر مجتمع اور مدون کردیے گئے ہیں، جو مرد مومن قرآن کریم کی جتنی یکسوئی سے تلاوت کرے گا اور جس قدر علمی استعداد سے قرآنی نکات کے مفاہیم و معانی پر غور و فکر کرے گا، کلام الٰہی کی برکت سے حیرت انگیز اسرار و رموز کھلتے جائیں گے۔ سورۃ القدر کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

”ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں اور تو

نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب قدر، شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔"

(ترجمہ: قطب العالم حضرت مولانا محمود الحسنؒ)

اسی سورۃ القدر پر تفسیر اور حاشیہ از قلم شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مطالعہ کیجئے:

یعنی قرآن مجید "لوح محفوظ" سے سماء دنیا پر "شب قدر" میں اتارا گیا اور شاید اسی شب سماء دنیا سے پیغمبر علیہ السلام پر اترنا شروع ہوا۔ "یعنی اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے گویا ہزار مہینے تک نیکی کرتا رہا بلکہ اس سے بھی زیادہ یعنی اللہ کے حکم سے روح القدس (حضرت جبرائیلؑ) بے شمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اترتے ہیں تاکہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں اور ممکن ہے "روح" سے مراد فرشتوں کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہو۔" بہرحال اس مبارک شب میں باطنی حیات اور روحانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔ یعنی وہ رات امن و سکون اور دلجمعی کی رات ہے، اس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادت کے اندر محسوس کرتے ہیں اور یہ اثر ہوتا ہے نزول رحمت و برکت کا جو روح و ملائکہ کے توسط سے ظہور میں آتا ہے۔ یعنی شام سے صبح تک ساری رات یہی سلسلہ رہتا ہے، اس طرح پوری رات مبارک ہے وہ رات رمضان شریف میں ہے: "شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" حدیث صحیح میں بتایا گیا: رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصاً طاق راتوں میں تلاش کریں۔ ۲۷ویں شب پر گمان غالب ہوا ہے۔

(واللہ اعلم ماخوذ، ص: ۷۸۷، ۷۸۸)

جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد شباب میں ہی اپنے کریمانہ عادات، شیریں کلامی، بے عیب کردار اور فاضلانہ اخلاق کے لحاظ سے ممتاز تھے۔ مزید برآں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بامروت، سب سے خوش اخلاق، معزز ہمسایہ، سب سے بڑھ کر دور اندیش، راست گو، پاک نفس، خیر میں زیادہ کریم، نیک عمل، سب سے بڑھ کر پابند عہد اور امانت دار تھے۔ عمر رواں کے ساتھ ساتھ یہ اوصاف ذاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شناخت بنتے جارہے تھے حتی کہ مکی زندگی میں ہی قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام امین رکھ دیا۔ (صحیح بخاری: ۱/۳)

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احوال صالحہ اور خصائل حمیدہ کا پیکر تھے اور جیسا کہ حضرت خدیجہؓ کی شہادت ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم درماندوں کا بوجھ اٹھاتے تھے، تہی دستوں کا بندوبست فرماتے تھے۔ مہمان کی میزبانی کرتے تھے اور مصائب حق میں دوسروں کی اعانت فرماتے تھے۔"

(صحیح بخاری: ۱/۳۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شاداب عقل اور روشن فطرت سے زندگی کے صحیفے، لوگوں کے معاملات اور جماعتوں کے احوال کا مطالعہ کیا اور جن خرافات میں یہ سب لت پت تھے، ان سے سخت بیزاری محسوس کی، ان سب لوگوں کے درمیان لیکن دامن کش رہتے ہوئے ہی زندگی کا سفر طے کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہی سے ان باطل معبودوں سے اتنی نفرت تھی کہ ان سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کوئی چیز مبغوض نہ تھی۔ لات و عزیٰ کی قسم سننا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوارا نہ تھا، نہ کبھی آستانوں کا ذبیحہ کھایا، نہ ان کے تہواروں، میلوں میں شرکت کی۔ (۲۷ بحیرا کے واقعہ میں اس کی دلیل موجود ہے، دیکھئے ابن ہشام ۱/۱۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب چالیس برس کے قریب ہونے لگی اور اس دوران معاشرہ کی خرابیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہنی و فکری فاصلہ بہت بڑھ گیا تو آپ کو تنہائی محبوب ہوگئی، چنانچہ آپ ستو اور پانی لے کر مکہ شہر سے کوئی دو میل دور کوہ حرا کے ایک غار میں جارہے، یہ ایک مختصر سا غار ہے، جس کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز ہے، نیچ کی جانب گہرا نہیں ہے بلکہ ایک مختصر راستے کے بازو میں اوپر کی چٹانوں کے باہم ملنے سے ایک کوتل کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے آپ یہاں تشریف لے جاتے تو حضرت خدیجہؓ بھی ہمراہ جاتیں۔ قریب ہی کسی جگہ موجود رہتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورے رمضان اس غار میں قیام فرماتے، آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے، بقیہ اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے۔ کائنات کے مشاہدات اور ان کے پیچھے کارفرما قدرت نادرہ پر غور فرماتے۔ آپ کو اپنی قوم کی لچر، پوچ، شرکیہ عقائد اور واہیات تصورات پر بالکل اطمینان نہ تھا، کچھ وقت ایسا گزرا کہ آپ کے سامنے افراط و تفریط سے ہٹ کر کوئی واضح اور معین راستہ نہ تھا، جسے اطمینان اور انشراح قلب کے ساتھ اختیار کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تنہائی پسندی دراصل اللہ تعالیٰ کی تدبیر کا حصہ تھی، اس طرح اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے والے کار عظیم کے لئے تیار کر رہا تھا، گویا یہ خلوت نشینی بامقصد تھی۔

(بحوالہ رحمۃ للعالمین ۱/۴۷، ابن ہشام: ۱/۲۳۵، ۲۳۶، فی ظلال القرآن پارہ ۲۹/۱۶۶)

☆☆..........☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت خاتم النبیین

خالد محمود (سابق یوئیل کندن)

اللہ سبحان وتعالیٰ کی جانب سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جاری سلسلہ کا موقوف کیا جانا، اس بات کی واضح دلیل اور برہان ہے کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبیین'' ہیں، اور یہ کہ ''دین اسلام'' نعمت عظیم کے طور پر تا قیامت کے لئے ضابطۂ حیات بنادیا گیا ہے جس کی تفسیر اور تشریح آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے تمام مخلوق انسانی کے لئے کردی گئی ہے، لہٰذا اس اعتبار سے فلاح دارین کا راستہ دین اسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات مبارکہ ومقدسہ ہے۔ انجیل برناباس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت مبارک دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مگر میری تسلی اس رسول کے آنے میں ہے جو کہ میرے بارہ میں ہر جھوٹے خیال کو محو کردے گا، اور اس کا دین پھیلے اور تمام دنیا میں عام ہوجائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے یوں ہی وعدہ کیا ہے۔''

پھر ایک کاہن کے سوال کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آئیں گے، مگر جھوٹے نبیوں کی ایک بڑی بھاری تعداد آئے گی اور یہی بات ہے جو کہ مجھے رنج دیتی ہے۔'' (انجیل برناباس، فصل نمبر ۹۷، ص:۲۵۹، ۲۶۰)

پھر یہ کہ خود آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ:

''میری امت میں تیس کذاب (بڑے جھوٹے) پیدا ہوں گے، ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (مسند الامام احمد، ۵/۲۷۸)

جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والوں کی طویل فہرست میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نام مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی آتا ہے، جس نے ''ظلی اور بروزی'' کی نام نہاد اختراع کے ساتھ جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور پہلا دعویٰ یہ کیا کہ:

''میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں، جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔'' (روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۴۲۷)

پھر دوسرا دعویٰ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالتے ہوئے یہ کر ڈالا کہ:

''میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔'' (نزول المسیح، ص:۳، حاشیہ، از مباحثہ راولپنڈی، ص:۱۳۰)

اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلتا ہے، کہتا ہے:

''اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا، چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے، پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔'' (ضمیمہ براہین پنجم، ص:۱۸۹)

مرزا قادیانی مزید کہتا ہے:

''پس باوجود اس شخص (مسیح موعود، ناقل) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد واحمد رکھا گیا، پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔'' (روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۰۹)

مگر دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے دعووں سے قبل مرزا غلام احمد قادیانی خود بھی ختم نبوت کا قائل اور ماننے والا تھا، لہٰذا آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے:

''قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے، حدیث لانبی بعدی میں نفی عام ہے۔'' (ایام الصلح، ص:۱۴۶)

''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثنا کے خاتم النبیین نام رکھا ہے اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے قول ''لا نبی بعدی'' میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہوجانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے

رسول کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے درآں حالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔"

(حمامۃ البشریٰ ص:۳۴، از مرزا غلام احمد قادیانی)

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعوؤں میں یقینی طور پر کذاب اور جھوٹا تھا، پھر اپنے بارے میں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ:

"اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔"

(حقیقۃ الوحی ص:۷۲، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۷۵)

اس دعویٰ کے نتیجہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلے تو ان احادیث مبارکہ کا انکار کیا، جو قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دیتی ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا انکار اس وقت تک نہیں ہوسکتا تھا، جب تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع آسمانی کا انکار نہ کیا جاتا، لہٰذا مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ مسیح موعود کو سچا ثابت کرنے کے لئے، حضرت مسیح علیہ السلام کے قرآنی رفع آسمانی کا انکار بھی کرڈالا (معاذ اللہ) اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے کیا کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے اور یہ کہ آپ علیہ السلام مقبوضہ کشمیر سری نگر میں مدفون ہیں (معاذ اللہ) لیکن عجیب شان قدرت ملاحظہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کے دعوے خود اس کی تحریروں کے نیچے آکر پاش پاش ہوتے رہے، لہٰذا حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے حوالے سے مرزا قادیانی کہتا ہے:

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجے کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے، اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دین اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی، اس لئے جو بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کرلیتے ہیں.... مسلمانوں کو بدقسمتی سے یہ فرقہ بھی اسلام میں پیدا ہوگیا جس کا قدم دن بدن الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷)

مرزا قادیانی کی اس مذکورہ بالا تحریر سے یہ اندازہ کرنا ذرا مشکل نہیں کہ موصوف نے اپنے نام نہاد دعوؤں میں کس قدر دجل اور فریب سے کام لیا، لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان جیسے جھوٹے نبیوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے، کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔"

(متی باب:۲۴، آیت:۴،۵)

اور یہ کہ:

"اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔"

(متی باب:۲۴، آیت:۱۱)

اور یہ بھی فرمایا کہ:

"اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا، کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں۔"

(متی، باب:۲۴، آیت:۲۳،۲۴)

اور مرزا قادیانی جو اپنی جھوٹی مسیحیت اور نبوت کا دعویدار تھا، باوجود اس کے اس نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کن الفاظ میں کیا وہ ملاحظہ ہوں، لکھتا ہے:

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے، یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"

(ازالہ اوہام ص:۵۷۷، از مرزا غلام احمد قادیانی)

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بعض اوقات جھوٹ میں اپنا ثانی نہ رکھنے والے کی زبان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ حق کی ایسی بات جاری کردیتے ہیں جو خود اس جھوٹے کو جھوٹا کردینے کے لئے کافی وشافی ہوتی ہے اور یہی کچھ مرزا قادیانی کے ساتھ بھی ہوا کہ اپنے جھوٹے دعویٰ نبوت کے پس منظر میں بہت پہلے رب کریم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی "ختم نبوت" کا "اقرار و اعتراف" تحریری طور پر مرزا قادیانی کے قلم سے کرواچکا تھا کہ مرزا قادیانی کے دعوے خود اس کی تحریروں کے آئینہ میں دنیا والوں کے سامنے تاقیامت کے لئے جھوٹے ثابت ہوتے رہیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ۔ ☆☆

عیدالفطر کے احکام

مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

جاننا چاہیے کہ اسلام نے سال بھر میں عید کے صرف دو دن مقرر کیے ہیں۔ ایک عیدالفطر کا دن اور دوسرا عیدالاضحیٰ کا اور ان دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا ہے جو ہر سال انجام پاتی ہیں۔ اس لئے ان عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دن بھی آتے رہتے ہیں۔

عیدالفطر تو رمضان المبارک کی عبادات فاضلہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ کی انجام دہی کے لئے توفیق الٰہی کے عطا ہونے پر اظہار تشکر ومسرت کے طور پر منائی جاتی ہے اور عیدالاضحیٰ اس وقت منائی جاتی ہے، جبکہ مسلمانانِ عالم اسلام کی ایک عظیم الشان اجتماعی عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ عبادات کے اختتام اور انجام پانے کی خوشی نہیں ہے۔ جس کا اظہار دنیاوی رسم ورواج کے مطابق کرلیا جاتا ہے۔ یہ ایک دینی خوشی ہے اور اس کے اظہار کا طریقہ بھی دینی ہی ہونا چاہئے۔ اس لئے ان دونوں عیدوں میں اظہار مسرت اور خوشی منانے کا اسلامی طریقہ یہ قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالایا جائے اور بطور شکر کے عیدالفطر کے دن صدقہ فطر ادا کیا جائے اور عیدالاضحیٰ میں بارگاہ خداوندی میں قربانی پیش کی جائے اور اپنے خالق کی کبریائی اور عظمت و توحید کے گیت گاتے ہوئے، عیدگاہ میں جمع ہوکر اجتماعی طور پر سجدہ ریز ہوا جائے اور اس طرح اپنے مالک کی توفیق وعنایات کا شکر ادا کیا جائے۔

اس اسلامی طریقہ پر عید منانے کا طبعی اثر یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان اپنی مسرت وخوشی کے اظہار میں بے لگام ہوکر نفسانی خواہشات کے تابع پڑنے سے باز رہے اور دوسری قوموں کی طرح اس دن میں عیش و نشاط کی محفلیں آراستہ کرنے اور لذت و سرور میں بدمست ہوکر خدا فراموشی سے پرہیز واجتناب کرے۔

مقصد یہ ہے کہ عید کا دن مسلمانوں کے لئے ہنود و یہود اور عیسائیوں وغیرہ اقوام عالم کے قومی تہواروں کی طرح کا کوئی تہوار نہیں ہے اور نہ ایک دفعہ پیش آنے والے کسی تاریخی واقعہ کی یادگار کے طور پر ہر سال یہ دن منایا جاتا ہے، جیسا کہ عموماً دوسری قوموں کے تہوار ایسے ہی واقعات تاریخیہ کی یادگار ہوتے ہیں بلکہ یہ دن مسلمانوں کی عبادت کا ہے اور اس کو منانے کے لئے خاص شان وصفت کی عبادت نماز کا مقرر کیا گیا ہے، یہاں تک کہ جو مسلمان اس دن عمدہ لباس پہنتا اور ظاہری زیبائش وآرائش کرتا ہے۔ اس کا مقصد اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عیدگاہ میں پہنچ کر شکرانہ کے طور پر عبادت کا ادا کرنا ہی ہوتا ہے اور اس کی اس ساری زینت وآرائش کی غرض بھی ایک عبادت کی تکمیل اور اس کو عمدہ طریقہ پر ادا کرنا ہی ہوتا ہے۔

افسوس کہ ہم دوسری قوموں کی نقالی میں آکر رفتہ رفتہ عید کے اس اسلامی تصور اور اس کے حقیقی مقصد کو فراموش کرتے جارہے ہیں اور دوسروں کی دیکھا دیکھی ہم نے بھی عید کو ایک قومی تہوار اور محض کھیل تماشا اور تھیٹر، سینما بینی کا دن سمجھ لیا ہے۔ اس لئے ہم بھی اس کو اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق منانے لگے ہیں، یہاں تک کہ بعض جگہ لوگ تو عبادت کے لئے عیدگاہ میں جاتے ہوئے اور واپسی میں ڈھول وغیرہ لے جاتے ہیں اور اس کو اظہار خوشی کا جائز طریقہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ طریقہ بالکل غیر اسلامی اور روح عبادت کے خلاف ہے۔

دوسری قوموں کے تہواروں اور رسومات میں تو ایسے طریقے ہوتے ہیں، مگر جس اسلامی عید کے منانے کا حکم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ اس عید میں کھیل تماشا اور ڈھول تاشا اور تماشا کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ فکر سے کام لیا جائے تو عید کے اس اسلامی جشن مسرت میں تو قدم قدم پر احساس دلایا جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنے کا ہم کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

عید کے دن سنت کے مطابق غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا اور عیدگاہ کے راستہ میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کا اعلان ''اللہ اکبر... الخ'' کے ذریعے کرتے جانا اور پھر دوگانہ نماز میں عام نمازوں سے چھ مرتبہ زیادہ اللہ اکبر سے اللہ کی بڑائی کا اقرار کرنا اظہار خوشی کے اس اسلامی طریقہ پر عمل کرنے کے بعد کیا کسی ہوشمند انسان کے لئے یہ بات رہ جاتی ہے کہ وہ عیش ونشاط اور کھیل تماشا کی مجلسوں میں شریک ہو اور خدا فراموشی کا مظاہرہ کرے۔

غرضیکہ شریعت اسلامیہ نے ان دونوں عیدوں کو عبادت کے طور پر مقرر فرمایا ہے اور ان میں اظہار خوشی کا طریقہ بھی عبادت کی صورت میں ہی مقرر کیا گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو عیدین کے متعلق ان کے خاص خاص احکامات و ہدایات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ زیر نظر مضمون میں فقہ کی معتبر کتابوں سے عیدین کے ضروری احکام کو اسی غرض سے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ان دونوں عیدوں

کے منانے کا اسلامی طریقہ معلوم کر کے مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں اور ثواب آخرت کے مستحق قرار پائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عنایت فرماویں۔

عیدین کے احکام:

۱:... دونوں عیدوں کی شب میں زیادہ عبادت کرنا مستحب ہے اور دونوں عیدوں کے دن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

۲:... دونوں عیدوں کے دن نماز کی دو رکعتوں کا بطور شکریہ کے ادا کرنا واجب ہے۔

۳:... اگر عید جمعہ کے دن ہو تو جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں پڑھی جائیں گی۔

۴:... جمعہ کی نماز کے صحیح اور واجب ہونے کے لئے جو شرطیں فقہ حنفی کی کتابوں میں لکھی ہیں۔ وہی سب شرطیں دونوں عیدوں کی نماز کے لئے بھی ضروری ہیں۔ البتہ نماز جمعہ سے پہلے تو خطبہ کا پڑھنا فرض اور شرط ہے اور عید کی نماز کے بعد خطبہ سنت ہے، لیکن سننا اس خطبہ کا بھی جمعہ کے خطبہ کی طرح ہی واجب ہے، خطبہ کے وقت کلام وغیرہ سب حرام ہے۔ (درمختار)

۵:... خطبہ میں خاموش بیٹھے رہنا واجب ہے، جو لوگ شور وغل مچاتے ہیں وہ گناہ گار ہوتے ہیں، اسی طرح جو لوگ خطبہ چھوڑ کر چل دیتے ہیں وہ بھی برا کرتے ہیں اور بعض بیٹھنے والے بھی صف کا خیال نہیں رکھتے، حالانکہ صف باندھے رہنا چاہئے۔ (افادۃ العلوم ترجمہ خطبات الاحکام)

۶:... جمعہ کی نماز کی طرح عید کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے بھی شہر وقصبہ یا ایسے بڑے گاؤں کا ہونا شرط ہے، جس میں کثرت سے دکانیں ہوں اور اس کی آبادی قصبہ کے برابر ہو۔ (درمختار وشامی) مثلاً اس کی آبادی چھوٹے بڑے مرد وعورت سب کا شمار تین ہزار نفوس تک پہنچ جاتا ہے۔ (بہشتی گوہر)

۷:... جو گاؤں اتنا بڑا نہ ہو کہ اس میں جمعہ یا عید کی نماز درست نہیں تو اس لئے اس میں نماز ظہر ادا کرنا لازم ہے اور چونکہ ایسے گاؤں میں یہ نفلی نماز ہوگی اور نفلی نماز کا اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور دن کی نماز میں بلند آواز سے قرأۃ کا کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ اس وجہ سے ایسے گاؤں میں جمعہ یا عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار)

عید کی سنتیں:

عید کے دن تیرہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا، (۲) غسل کرنا، (۳) مسواک کرنا، (۴) حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا، (۵) خوشبو لگانا، (۶) صبح کو بہت جلد اٹھنا، (۷) عیدگاہ میں بہت جلد جانا، (۸) عید الفطر میں صبح صادق کے بعد عیدگاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا اور عید الاضحی میں نماز عید کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا مستحب ہے، (۹) عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا بغیر عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا، (۱۱) ایک راستہ سے عیدگاہ میں جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا، (۱۲) عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں: ''اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد'' عید الفطر میں آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا اور عید الاضحی میں بلند آواز سے کہنا، (۱۳) سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں جانا۔ (نور الایضاح)

ف:۱:... مستحب یہ ہے کہ وہ میٹھی چیز چھوہارے ہوں اور ان کا عدد طاق ہو۔

ف:۲:... عام طور پر عید الفطر کی صبح بھی سحری کے وقت صبح صادق کے بعد کھائے۔ (مراقی الفلاح)

ف:۳:... نماز عید الاضحی سے پہلے نہ کھانا سب کے لئے مستحب ہے، خواہ قربانی کرے یا نہ کرے اور اگر نماز سے پہلے کھا لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں۔ (درمختار)

تنبیہ: اس کو روزہ سمجھنا غلط ہے، جیسا کہ اکثر عوام میں مشہور ہو گیا ہے۔

عیدین کی نماز کے احکام:

۱:... عیدین کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد (جس کا اندازہ پندرہ بیس منٹ ہے) اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے اور زوال یعنی سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے۔ (درمختار)

مگر عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا تاکہ نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا جا سکے اور عید الاضحی کو جلدی پڑھنا تاکہ نماز کے بعد قربانی جلدی ہو سکے مستحب ہے۔ (شامی)

۲:... نماز عید سے پہلے اس روز کوئی نفلی نماز پڑھنا عیدگاہ میں بھی اور دوسری جگہ بھی مکروہ ہے اور نماز عید کے بعد صرف عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز عید کے بعد دوسری جگہ نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ (شامی)

۳:... شہر کی مسجد میں اگر گنجائش ہو تب بھی باہر عیدگاہ میں نماز عید ادا کرنا افضل ہے اور ایک شہر کے کئی مقامات پر بھی نماز عید کا پڑھنا جائز ہے۔ (درمختار)

۴:... نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت۔ (درمختار)

نماز کا طریقہ:

پہلے اس طرح نیت کرے کہ میں دو رکعت واجب نماز عید چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں اور مقتدی امام کی اقتدا کی بھی نیت کرے۔ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ ''اللہ اکبر'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لے اور ''سبحانک اللہم'' آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہے اور ہر مرتبہ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں

ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کیا جائے کہ تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہا جا سکے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد امام اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور مقتدی خاموش رہے، پھر رکوع سجدہ کے بعد دوسری رکعت میں پہلے امام فاتحہ اور سورۃ پڑھے، اس کے بعد رکوع سے پہلے تین مرتبہ پہلی رکعت کی طرح تکبیریں کہی جائیں اور تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھے جائیں، پھر ہاتھ اٹھائے بغیر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کیا جائے۔ مقتدی بھی امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر تکبیر کہے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کی جائے۔ (مراقی الفلاح)

۱:... عیدالاضحیٰ (بقرعید) کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق کہنا بعض کے نزدیک واجب ہے، اس لئے عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔ (درمختار)

۲:... چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے۔ اس لئے نماز عید کے بعد تو دعا مانگنا مسنون ہوگا، مگر خطبہ کے بعد مسنون نہ ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ)

۳:... امام نماز کے بعد دو خطبے پڑھے، خطبہ کو تکبیر سے شروع کرے، پہلے خطبہ میں نو مرتبہ تکبیر کہے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اور دونوں خطبوں کے درمیان میں خطبہ جمعہ کی طرح اتنی دیر تک بیٹھے جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکے۔ عیدالفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کئے جائیں، بہتر یہ ہے کہ جو شخص نماز پڑھائے خطبہ بھی وہی پڑھے۔ (درمختار)

۴:... اگر امام عید کی تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ بغیر ہاتھ اٹھائے حالت رکوع میں ہی تکبیریں کہہ لے، قیام کی طرف نہ لوٹے، اگر قیام کی طرف لوٹ آیا تب بھی نماز ہو جائے گی، فاسد نہ ہوگی اور ہر حال میں بوجہ کثرت اژدحام سجدہ سہو نہ کرے۔ (درمختار و شامی)

۵:... اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام عید کی تکبیروں سے فارغ ہوگیا ہو تو اب اگر قیام میں شریک ہوا ہے تو نیت باندھنے کے فوراً بعد تکبیریں کہہ لے، اگرچہ امام قرأۃ شروع کر چکا ہو، اگر رکوع میں شریک ہوا تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیریں کہنے کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر پہلے تکبیریں کہہ لے۔ اس کے بعد رکوع میں جائے اور اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے، مگر اس حالت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر تین مرتبہ تکبیریں کہنے

صدقۂ فطر کے احکام

۱:... جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے، جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کا مال و اسباب ہے تو اس پر عیدالفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے، چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے اس پر سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ اس صدقہ کو شریعت میں "صدقۂ فطر" کہتے ہیں۔ (درمختار)

البتہ اگر وہ قرضدار ہے تو قرضہ منہا کر کے دیکھا جائے گا، اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جو اوپر مذکور ہے، تب تو صدقۂ فطر واجب ہے ورنہ نہیں، جس طرح مال دار ہونے کی صورت میں مردوں پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ اسی طرح اگر عورت کے پاس کچھ مال اس کی ملکیت میں ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو مثلاً اس کے پاس زیور ہے جو اس کے والدین کی طرف سے اس کو دیا گیا ہے یا خاوند نے زیور دے کر اس کو مالک بنا دیا ہے تو عورت پر بھی اپنی طرف سے صدقۂ فطر واجب ہے۔

۲:... مگر عورت پر کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے۔ (درمختار و شامی)

۳:... البتہ مردوں پر جس طرح اپنی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے، اسی طرح نابالغ اولاد کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے، اگر اولاد مالدار ہو تو پھر باپ کیلئے اپنے مال میں سے دینا واجب نہیں، بلکہ اولاد کے مال میں سے ادا کرے اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب نہیں، البتہ اگر کوئی بالغ لڑکا یا لڑکی مجنون ہو تو اس کی طرف سے اس کا والد صدقہ ادا کرے۔ (درمختار و شامی)

وقت وجوب صدقہ:

عید کی صبح صادق کے وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی شخص فجر کا وقت آنے سے پہلے فوت ہو گیا ہو۔ اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ اس کے مال میں سے نہ دیا جائے۔ اسی طرح جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہوا ہو، اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ (درمختار)

(ہاں جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے) یہی حکم ہے، اس شخص کا جو صبح صادق سے پہلے فقیر ہو گیا ہے کہ اس شخص پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ (شامی)

۱:... مستحب یہ ہے کہ عید کے دن نماز سے پہلے یہ صدقہ دیا جائے اور اگر عید کے دن نہ دیا جائے تو معاف نہیں ہوا، اب کسی دن اس کی قضا کرنی لازمی ہے اور اگر اس کو رمضان المبارک میں ہی ادا کر دیا گیا، تب بھی ادا ہو گیا۔

۲:... جس شخص نے کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے، اس

سے پہلے ہی امام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ مقتدی بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہوں وہ اس سے معاف ہیں۔(درمختار و شامی)

۶:... اگر کسی کی عید کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو امام کے سلام کے بعد جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأۃ کرے، اس کے بعد یہ تکبیریں کہے، اگر دونوں رکعتیں رہ گئی ہوں یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد کوئی شخص شریک ہوا تو امام کے سلام کے بعد وہ اسی طرح عید کی نماز ادا کرے، جس طرح امام نے ادا کی ہے۔ یعنی پہلی رکعت میں "سبحانک اللھم" کے بعد قرأۃ سے پہلے تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں قرأۃ کے بعد کہے۔(درمختار)

۷:... اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو یعنی امام کے سلام کے بعد آیا ہے تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا، بلکہ جو شخص نماز عید میں شریک ہو گیا ہو اور پھر کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگئی ہو۔ اس پر بھی اس کی قضا واجب نہیں، ہاں اگر اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی شریک ہو جائیں تو پھر پڑھنا واجب ہے۔(درمختار)

۸:... اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز عید نہ پڑھی جاسکی ہو تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن کے زوال تک اور عید الاضحیٰ کی بارھویں تاریخ کے زوال تک پڑھی جاسکتی ہے۔(درمختار)

۹:... عید الاضحیٰ میں بغیر عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جاتی ہے، مگر مکروہ ہوتی ہے اور عید الفطر میں عذر کے بغیر تاخیر کرنے سے بالکل نماز ہوتی ہی نہیں۔

عذر کی مثالیں:

۱:... کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو اور اس کے بغیر نماز پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو یا بارش ہو رہی ہو یا چاند کی تاریخ کی تحقیق نہ ہوئی ہو اور زوال کے بعد جب نماز کا وقت جاتا رہا تو چاند کی تحقیق ہوئی ہو۔(درمختار)

۲:... امام نے نماز عید پڑھائی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ بغیر وضو پڑھائی گئی، اب اگر لوگوں کے متفرق ہونے سے پہلے معلوم ہو گیا تو امام وضو کرے اور لوگوں کو دوبارہ نماز پڑھائے اور اگر لوگ متفرق ہو چکے ہوں تو نماز کا اعادہ نہ کیا جائے وہی نماز جائز ہوگی۔(شامی، ج:۱،ص:۷۸۳)

۳:... جس شخص کو عیدگاہ میں وضو کرنے سے نماز عید کے نہ ملنے کا خوف ہو تو وہ تیمم کرکے نماز میں شریک ہو جائے۔(درمختار)

۴:... عید الاضحیٰ کے دن منیٰ میں چونکہ مناسک حج میں مشغولیت ہوتی ہے، اس لئے اہل منیٰ پر عید کی نماز واجب نہیں۔(شامی بحوالہ مبسوط)

☆☆..................☆☆

پر بھی یہ صدقہ واجب ہے۔(عالمگیری)

صدقہ واجب کی مقدار:

صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا، ستو دیا جائے تو نصف صاع یعنی پونے دو سیر بلکہ احتیاطاً دو سیر دے دینا چاہئے اور اگر گیہوں اور جَو کے علاوہ کوئی اور غلہ دینا چاہے جیسے: چنا، چاول تو اتنا دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جَو کے برابر ہو جائے اور اگر غلہ کی بجائے اس کی قیمت دی جائے تو سب سے افضل ہے۔(درمختار)

ایک آدمی کا صدقہ فطر کئی فقیروں کو اور کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک فقیر کو دینا جائز ہے۔(درمختار)

صدقہ کے مستحق:

۱:... صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں، یعنی ایسے غریب لوگ جن کے پاس اتنا مال نہیں ہے، جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔

۲:... صدقہ دینے میں اپنے غریب رشتہ داروں اور دینی علم کے سیکھنے، سکھانے والوں کو مقدم رکھنا افضل ہے۔(درمختار)

۳:... جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے، جیسے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اور اس طرح جو اس کی اولاد ہے، جیسے بیٹی بیٹا، پوتا پوتی، نواسا نواسی، ان کو صدقہ فطر نہیں دے سکتا، ایسے ہی بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو بھی صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔(درمختار) ان رشتہ داروں کے علاوہ جیسے بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیج، بھانجا، بھانجی، چچا چچی، پھوپھا، پھوپھی، خالو، خالہ، ماموں مامی، ساس سسر، سالہ بہنوئی، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ سب کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

۴:... حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عقیلؓ اور حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب یا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد کو صدقہ فطر دینا درست نہیں ہے۔(درمختار)

۵:... صدقہ فطر سے مسجد، مدرسہ، اسکول، غسل خانہ، کنواں، نلکا اور مسافر خانہ، پل، سڑک، غرضیکہ کسی طرح کی عمارت بنانا یا کسی میت کے کفن دفن میں خرچ کرنا یا کسی میت کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر کسی غریب کو اس کا مالک بنا دیا جائے پھر وہ اگر چاہے تو اپنی طرف سے کسی تعمیر یا کفن دفن وغیرہ پر خرچ کر دے تو جائز ہے۔(درمختار)

۶:... کسی نوکر، خدمت گار، امام مسجد وغیرہ کو ان کی خدمت کے عوض تنخواہ کے حساب میں صدقہ فطر دینا درست نہیں ہے۔

۷:... ایک شہر سے دوسرے شہر میں صدقہ فطر بھیجنا مکروہ ہے، ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے غریب رشتہ دار رہتے ہوں یا وہ وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہوں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہوئے ہوں تو ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں، کیونکہ طالب علموں اور دین دار غریب عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔(درمختار)

روزہ... تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ

مولانا ابوجندل قاسمی

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے، اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار وبرکات کا سیلاب آتا ہے اور اس کی رحمتیں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہیں، مگر ہم لوگ اس مبارک مہینے کی قدر ومنزلت سے واقف نہیں، کیونکہ ہماری ساری فکر اور جدوجہد مادیت اور دنیاوی کاروبار کے لئے ہے، اس مبارک مہینے کی قدردانی وہ لوگ کرتے ہیں جن کی فکر آخرت کے لئے اور جن کا محور مابعد الموت ہو۔ آپ حضرات نے یہ حدیث شریف سنی ہوگی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

ترجمہ: "اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچا دیجئے، یعنی ہماری عمر اتنی دراز کر دیجئے کہ ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب ہو جائے۔"

آپ غور فرمائیں کہ رمضان المبارک آنے سے دو ماہ پہلے ہی رمضان کا انتظار اور اشتیاق ہو رہا ہے، اور اس کے حاصل ہونے کی دعا کی جارہی ہے، یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے، جس کے دل میں رمضان کی صحیح قدر وقیمت ہو۔

رمضان کے معنی:

"رمضان" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں "جھلسا دینے والا" اس مہینے کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اسلام میں جب سب سے پہلے یہ مہینہ آیا تو سخت اور جھلسا دینے والی گرمی میں آیا تھا۔ لیکن بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ اس مہینے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی خاص رحمت سے روزے دار بندوں کے گناہوں کو جھلسا دیتے ہیں اور معاف فرما دیتے ہیں، اس لئے اس مہینے کو "رمضان" کہتے ہیں۔

(شرح ابی داؤد للعینی ۵/۲۷۳)

رمضان رحمت کا خاص مہینہ:

اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک مہینہ اس لئے عطا فرمایا کہ گیارہ مہینے انسان دنیا کے دھندوں میں منہمک رہتا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے، روحانیت اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں کمی واقع ہو جاتی ہے، تو رمضان المبارک میں آدمی اللہ کی عبادت کرکے اس کمی کو دور کر سکتا ہے، دلوں کی غفلت اور زنگ کو ختم کر سکتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرکے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے، جس طرح کسی مشین کو کچھ عرصہ استعمال کرنے کے بعد اس کی سروس اور صفائی کرانی پڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی صفائی اور سروس کے لئے یہ مبارک مہینہ مقرر فرمایا۔

روزے کا مقصد:

روزے کی ریاضت کا بھی خاص مقصد اور موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعے انسان کی حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی وروحانی تقاضوں کی تابعداری وفرماں برداری کا خوگر بنایا جائے اور اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوتوں کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالی جائے اور چونکہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے اس لئے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزے کا حکم رہا ہے، اگرچہ روزوں کی مدت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام میں ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق بھی تھا، قرآن کریم میں اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔"

(البقرہ:۱۸۳)

کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ نفس انسانی انسان کو گناہ، نافرمانی اور حیوانی تقاضوں میں اسی وقت مبتلا کرتا ہے جب کہ وہ سیر اور چھکا ہوا ہو، اس کے برخلاف اگر بھوکا ہو تو وہ مضمحل پڑا رہتا ہے اور پھر اس کو معصیت کی نہیں سوجھتی، روزے کا مقصد یہی ہے کہ نفس کو بھوکا رکھ کر مادی وشہوانی تقاضوں کو بروئے کار لانے سے اس کو روکا جائے تاکہ گناہ پر اقدام کرنے کا داعیہ اور جذبہ سست پڑ جائے اور یہی "تقویٰ" ہے۔

اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ عالم بالا کی پاکیزہ مخلوق (فرشتے) نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں

اور نہ بیوی رکھتے ہیں، جبکہ روزہ (صبح صادق سے غروب آفتاب تک) انہی تین چیزوں (کھانا، پینا اور جماع) سے رکنے کا نام ہے، تو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو روزے کا حکم دے کر ارشاد فرمایا ہے کہ اے میرے بندو! اگر تم ان تینوں چیزوں سے پرہیز کر کے ہماری پاکیزہ مخلوق کی مشابہت اختیار کرو گے تو ہماری اس پاکیزہ مخلوق کی پاکیزہ صفت بھی تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی اور وہ صفت ہے:

ترجمہ: ''وہ (فرشتے) خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو فوراً بجالاتے ہیں۔ (بیان القرآن) اور اسی کا حاصل ''تقویٰ'' ہے۔'' (التحریم)

تقریباً اسی بات کو اس حدیث شریف میں بھی فرمایا گیا ہے جو ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ہے اور بدن کی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ''روزہ'' ہے۔'' (ابن ماجہ ص۱۲۵)

بہرحال روزے کا مقصد تقویٰ ہے، اسی تقویٰ کے حصول کے لئے اس آخری امت پر سال میں ایک مہینے کے روزے فرض کئے گئے اور روزے کا وقت طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکھا گیا اور یہ زمانہ اس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت وتربیت کے مقصد کے لئے بالکل مناسب اور نہایت معتدل مدت اور وقت ہے۔ پھر اس کے لئے مہینہ وہ مقرر کیا گیا جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور جس میں بے حساب برکتوں اور رحمتوں والی رات (شب قدر) ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ یہی مبارک مہینہ اس کے لئے سب سے زیادہ مناسب اور موزوں زمانہ ہو سکتا تھا، اسی کے ساتھ ساتھ اس مہینے میں دن کے روزوں کے علاوہ رات میں بھی ایک خاص عبادت کا عمومی اور اجتماعی نظام قائم کیا گیا جس کو ''تراویح'' کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس مبارک مہینے کی نورانیت اور تاثیر میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور ان دونوں عبادتوں کے احادیث شریفہ میں بہت زیادہ فضائل ارشاد فرمائے گئے ہیں، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو شخص ماہ رمضان کے روزے رکھے بحالت ایمان اور بامید ثواب تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے اور جو شخص ماہ رمضان میں کھڑا ہو یعنی نوافل (تراویح وتہجد وغیرہ) پڑھے بحالت ایمان اور بامید ثواب اس کے بھی گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔''

تقویٰ کے حصول میں معاون چیزیں:

لیکن صرف روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کی حد تک بات ختم نہیں ہوتی بلکہ اس ماہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ غفلت کے پردوں کو دل سے دور کیا جائے، اصل مقصدِ تخلیق کی طرف رجوع کیا جائے، گزشتہ گیارہ مہینوں میں جو گناہ ہوئے ان کو معاف کرا کر آئندہ گیارہ مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے استحضار اور آخرت میں جواب دہی کے احساس کے ساتھ گناہ نہ کرنے کا داعیہ اور جذبہ دل میں پیدا کیا جائے، جس کو ''تقویٰ'' کہا جاتا ہے۔ اس طرح رمضان المبارک کی صحیح روح اور اس کے انوار وبرکات حاصل ہوں گے، ورنہ یہ ہوگا کہ رمضان المبارک آئے گا اور چلا جائے گا اور اس سے صحیح طور پر ہم فائدہ نہیں اٹھا پائیں گے، بلکہ جس طرح ہم پہلے خالی تھے ویسے ہی خالی رہ جائیں گے، اس لئے چند ایسی چیزوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن پر عمل کر کے ہمیں روزے کا مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کے انوار وبرکات حاصل ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) عبادت کی مقدار میں اضافہ:

رمضان المبارک کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنی عبادت کی مقدار میں اضافہ کرنا ہے، دوسرے ایام میں جن نوافل کو پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ان کو اس مبارک ماہ میں پڑھنے کی کوشش کریں، مثلاً: مغرب کے بعد سنتوں سے الگ یا کم از کم سنتوں کے ساتھ چھ (۶) رکعت اوابین پڑھیں۔ (جب کہ ہمارا حال یہ ہے کہ اوابین افطار کی نذر ہو جاتی ہیں) عشاء کی نماز سے چند منٹ پہلے آکر چار رکعت یا دو رکعت نفل پڑھیں۔ سحری کھانے کے لئے اٹھنا ہی ہے تو چند منٹ پہلے اٹھ کر کم از کم چار رکعت تہجد پڑھ لیں۔ اسی طرح اشراق کی نماز اور اگر اشراق کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو چاشت کی چند رکعتیں تو پڑھ ہی لیں۔ ظہر کے بعد دو سنتوں کے ساتھ دو رکعت نفل اور عصر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھ لیں۔ کیوں کہ نماز کا خاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جوڑتی ہے اور اس کے ساتھ تعلق قائم کراتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث شریف میں ہے:

یعنی بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، تو گویا نماز کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم تحفہ عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین!

(۲) تلاوتِ قرآن کریم کی کثرت:

دوسرا کام یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کرنا ہے، کیوں کہ رمضان المبارک کے

مہینے کو قرآن کریم کے ساتھ خاص مناسبت اور تعلق ہے، اسی مہینے میں قرآن کریم نازل ہوا۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف ۱/۳، حدیث ۶) تمام بزرگانِ دین کی زندگیوں میں یوں تو قرآن کریم میں اشتغال بہت زیادہ نظر آتا ہے، لیکن رمضان المبارک کا مہینہ آتے ہی تلاوت کے معمول میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا، چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس مبارک مہینے میں ایک قرآن کریم دن میں، ایک رات میں اور ایک تراویح میں، اس طرح اکسٹھ (۶۱) قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔ ماضی کے ہمارے تمام اکابر (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا یحییٰ کاندھلویؒ، مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، شاہ عبدالقادر رائپوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ، مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئیؒ، فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنیؒ وغیرہم) کا رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کریم کا معمول دیدنی ہوتا تھا۔ لہٰذا ہم کو بھی اس مبارک ماہ میں عام دنوں کے مقابلے میں تلاوت کی مقدار زیادہ کرنی ہے، عام آدمی کو بھی روزانہ کم از کم تین پارے پڑھنے چاہئیں، تاکہ پورے مہینے میں کم از کم تین قرآن کریم ختم ہو جائیں۔

(۳) تراویح میں قرآن کریم صحیح پڑھنے اور سننے کا اہتمام:

اس مبارک مہینے میں ہر مومن کو اس بات کی بھی فکر کرنی ضروری ہے کہ تراویح میں قرآن مجید صحیح اور صاف صاف پڑھا جائے، جلدی جلدی اور حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے، کیوں کہ اس طرح قرآن کریم پڑھنا اللہ کے کلام کی عظمت کے خلاف ہے، نیز پڑھنے والے کو خود قرآن کریم بددعا دیتا ہے۔ (احیاء العلوم عن انسؓ ۱/۲۷۴، فی ذم تلاوۃ الغافلین) اس طرح قرآن کریم پڑھنے والا اور سننے والے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ حافظ صاحب نہایت تیز گامی کے ساتھ حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھتے چلے جا رہے ہیں، ایک سانس میں سورۂ فاتحہ کو ختم کر دیا جاتا ہے، صحیح طریقے سے رکوع، سجدہ اور تشہد ادا نہیں ہو رہا ہے، چالیس پینتالیس منٹ میں پوری نماز ختم، اب گھنٹوں مجلسوں میں بیٹھ کر گپ شپ ہو رہا ہے اور حافظ صاحب و سامعین میں سے کسی کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم نے قرآن کریم کی توہین میں کتنا حصہ لیا اور رمضان کی مبارک ساعتوں میں کتنی بے برکتی اور قرآن کریم کی کتنی بددعا لی؟ خدارا اس صورت حال سے بچئے اور اس مبارک مہینے میں برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کو اپنے اوپر بند نہ کیجئے اور صاف صحیح قرآن کریم پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرکے دارین کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

(۴) استغفار کی کثرت:

چوتھا کام یہ کرنا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہے، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی پہلی، دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے "آمین" فرمایا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام میرے سامنے آئے تھے اور جب میں نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین۔ الی آخر الحدیث۔ (مستدرک حاکم ۴/۱۷۰، کتاب البر والصلۃ، الترغیب والترہیب ۲/۵۶)

ظاہر ہے کہ اس شخص کی ہلاکت میں کیا شبہ ہے جس کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام بددعا کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہیں، اس لئے اس مبارک مہینے میں نہایت کثرت کے ساتھ گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

(۵) دعا کا اہتمام:

رمضان المبارک کی برکات کو حاصل کرنے کے لئے دعاؤں کا اہتمام بھی لازم ہے، بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: "تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) ایک روزے دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی بددعا، اس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔"

بہر حال یہ مانگنے کا مہینہ ہے، اس لئے جتنا ہو سکے دعا کا اہتمام کیا جائے، اپنے لئے، اپنے اعزہ واحباب اور رشتے داروں کے لئے، اپنے متعلقین کے لئے، ملک وملت کے لئے اور عالم اسلام کے لئے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں، اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۶) صدقات کی کثرت:

رمضان المبارک میں نفلی صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا دریا پورے سال ہی موجزن رہتا تھا، لیکن ماہِ رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکے مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں (بخاری شریف ۳/۱) جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اس کو ضرور نوازتے۔ لہٰذا ہم کو بھی اس بابرکت مہینے میں اس سنت پر عمل کرتے ہوئے صدقات کی کثرت کرنی چاہیے۔

(۷) کھانے کی مقدار میں کمی:

ساتویں چیز جس کا لحاظ رمضان المبارک کے مقصد کو حاصل کرنے میں معاون ہے ''کھانے کی مقدار میں کمی کرنا'' ہے، کیوں کہ روزے کا مقصد قوتِ شہوانیہ وبہیمیہ کا کم کرنا اور قوتِ ملکیہ ونورانیہ کا بڑھانا ہے، جب کہ زیادہ کھانے سے یہ غرض فوت ہوجاتی ہے، بقول شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں (کہ پورے دن بھوکا رہا) اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں (کہ پورے دن بھوکا رہنا ہے) اتنی زیادہ مقدار میں کھالیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے بھی اتنی مقدار کھانے کی نوبت نہیں آتی جس کی وجہ سے کھٹی ڈکاریں آنے لگتی ہیں، حقیقتاً ہم لوگ صرف کھانے کے اوقات بدلتے ہیں یعنی افطار میں، تراویح کے بعد اور پھر سحری میں، اس کے علاوہ کچھ بھی کمی نہیں کرتے، بلکہ مختلف قسم کی زیادتی ہی ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے قوتِ شہوانیہ وبہیمیہ کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہوجاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو کسی برتن کا بھرنا اتنا ناپسند نہیں جتنا پیٹ کا بھرنا ناپسند ہے، ابن آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر زیادہ ہی کھانا ہے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے لئے رکھے، ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے۔ البتہ اتنا کم نہ کھائے کہ عبادات کے انجام دینے میں اور دوسرے دینی کاموں میں خلل واقع ہو۔''

(۸) گناہوں سے پرہیز

رمضان المبارک میں خاص طور پر گناہوں سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے، ہر مومن کو یہ طے کرلینا چاہیے کہ اس برکت ورحمت اور مغفرت کے مہینے میں آنکھ، کان اور زبان غلط استعمال نہیں ہوگی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور فضول باتوں سے مکمل پرہیز کرے، یہ کیا روزہ ہوا کہ روزہ رکھ کر ٹیلی ویژن کھول کر بیٹھ گئے اور فحش وگندی فلموں سے وقت گزاری ہورہی ہے، کھانا، پینا اور جماع جو حلال تھیں ان سے تو اجتناب کرلیا لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر کسی کی غیبت ہورہی ہے، چغل خوری ہورہی ہے، جھوٹے لطیفے بیان ہورہے ہیں، اس طرح روزے کی برکات جاتی رہتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کام اور باطل کلام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یعنی روزے کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان ودہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے، اگر کوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پروا نہیں۔ (معارف الحدیث)

ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزے کے ثمرات میں سے بھوکا رہنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہوں (غیبت وریا وغیرہ) سے نہ بچے تو روزہ، تراویح اور تہجد وغیرہ سب بے کار ہے۔''

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔'' یعنی روزہ آدمی کے لئے شیطان سے، جہنم سے اور اللہ کے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے، جب تک گناہوں (جھوٹ وغیبت وغیرہ) کا ارتکاب کرکے روزے کو خراب نہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر روزے دار... سے کوئی شخص بدکلامی اور جھگڑا وغیرہ کرنے کی کوشش کرے تو روزے دار کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔ یعنی میں ایسی لغویات میں پڑ کر روزے کی برکات سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔

(صحیح بخاری ۲۵۴/۱، حدیث ۱۸۹۴، صحیح مسلم حدیث ۱۱۵۱)

ان تمام احادیث شریفہ کا مدعا یہ ہے کہ روزے کے مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کے لئے معصیات ومنکرات سے پرہیز نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر تقوے کی سعادت سے متمتع نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، رمضان المبارک کی قدردانی کی توفیق بخشے اور اس بابرکت مہینے کے اوقات کو صحیح طور پر خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین ثم آمین یارب العالمین! ☆☆

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

احادیث مرفوعہ جنہیں محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے

تیسری قسط

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

۱۴:... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے، پس انہوں نے اس معاملہ میں ابراہیم (علیہ السلام) سے رجوع کیا (کہ وہ وقتِ قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''مجھے اس کا کوئی علم نہیں'' پھر (حضرت) موسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ: ''مجھے اس کا کوئی علم نہیں'' پھر (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک وقتِ قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، یہ بات تو اتنی ہی ہے، البتہ جو عہد پروردگار عزوجل نے مجھ سے کیا ہے، اس میں یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (یا سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ پس اللہ اس کو ہلاک کرے گا یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ: اے مردِ مسلم میرے نیچے ایک کافر (چھپا ہوا) ہے، آکر اسے قتل کردے، چنانچہ اللہ ان سب (کافروں) کو ہلاک کردے گا۔

پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس ہوجائیں گے تو اس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے جو (کثرت اور تیز رفتاری کے باعث) ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے، وہ شہروں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر ان کا گزر ہوگا اس کا خاتمہ کردیں گے، جس پانی (نہر، چشمہ، کنویں یا دریا وغیرہ) سے گزریں گے اسے پی کر ختم کردیں گے۔

پھر لوگ میرے پاس آکر ان کی شکایت کریں گے، میں اللہ سے ان کے بارے میں بددعا کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کردے گا اور مار ڈالے گا، حتیٰ کہ زمین ان کی بدبو سے متعفن ہوجائے گی، اب اللہ عزوجل بارش برسائے گا جو ان کی لاشیں بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔

(راوی فرماتے ہیں کہ آگے اس حدیث کا کچھ حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا، ایک دوسرے راوی یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ پوری بات یہ تھی کہ) پھر پہاڑ دھن دیے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا (کر سیدھی کر) دی جائے گی، (پھر اصل راوی کہتے ہیں کہ) عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پس جن امور کا عہد میرے رب نے مجھ سے کیا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ جب ایسا ہوچکے تو قیامت کا حال پورے دنوں کی اس گابھن (حاملہ) کی طرح ہوگا جس کے مالک نہیں جانتے کہ وہ دن یا رات میں کب اچانک بچہ دے گی۔ (مسند احمد، حاکم، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، فتح الباری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیہقی، الدر المنثور)

۱۵:... حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب انبیاء باپ شریک بھائیوں کی طرح ہیں کہ ان سب کا دین ایک اور مائیں (شریعتیں) جدا جدا ہیں اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا،.... وہ نازل ہوں گے جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا، ان کی پہچان یہ ہے: وہ درمیانہ قد و قامت کے ہوں گے، رنگ سرخ و سفید ہوگا، بال سیدھے اور ایسے (صاف اور چمکدار) ہوں گے کہ وہ اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب بھی یوں معلوم ہوگا جیسے ابھی ان سے پانی ٹپک رہا ہو، ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے، پس وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، تمام ملتوں کو معطل کردیں گے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب کا خاتمہ کردے گا اور ان کے زمانہ میں کذاب مسیح دجال کو ہلاک کرے گا اور زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا، حتیٰ کہ اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ ایک جگہ چرا کریں گے، بچے اور لڑکے سانپوں سے کھیلیں گے کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے گا۔

پس عیسیٰ علیہ السلام جب تک اللہ چاہے گا دنیا میں رہیں گے، پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کریں گے۔ (مسند احمد)

۱۶:... حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جس کی تفصیل) ابونضرۃ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے روز عثمان بن ابی العاصؓ کے پاس اس غرض سے آئے کہ اپنا ایک نسخہ (جو حدیث یا قرآن کریم کا تھا) ان کے نسخہ سے ملا کر دیکھیں (کہ ہمارے نسخہ میں کوئی غلطی تو نہیں) پس جب جمعہ کا وقت ہوا تو انہوں نے ہمیں غسل کرنے کا حکم دیا، غسل کے بعد ہمارے پاس خوشبو لائی گئی وہ لگا کر ہم مسجد چلے گئے اور وہاں ایک شخص کے پاس

جا بیٹھے جس نے ہمیں دجال کے بارے میں حدیث سنائی، پھر عثمان بن ابی العاص آئے تو ہم اٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھے، اب انہوں (عثمان بن ابی العاصؓ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ایک شہر تو دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر واقع ہوگا، ایک شہر حیرہ کے مقام پر ہوگا اور ایک شہر شام میں پس تین بار (ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ) لوگ گھبرا اٹھیں گے پھر جلد ہی لوگوں کے برابر میں دجال نکل آئے گا، پس وہ مشرق کی طرف کے لوگوں کو شکست دے دے گا اور سب سے پہلے اس شہر میں وارد ہوگا جو دو سمندروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے اور اہل شہر کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ یہ کہہ کر وہیں رہ جائے گا کہ دیکھیں دجال کون ہے اور کیا کرتا ہے اور ایک گروہ دیہات میں منتقل ہو جائے گا اور ایک گروہ برابر والے شہر میں منتقل ہو جائے گا، اس وقت دجال کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے جن کے اوپر طیلسان (ایک خاص قسم کی عجمی دبیز چادر) ہوگی، اس کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے، پھر دجال اس شہر کے قریب والے شہر میں آئے گا، اس شہر کے باشندوں کے (بھی) تین گروہ ہو جائیں گے، ایک گروہ کہے گا کہ: "دیکھیں دجال کون ہے اور کیا کرتا ہے اور ایک گروہ دیہات میں چلا جائے گا اور ایک گروہ قریب والے اس شہر میں چلا جائے گا جو شام کی مغربی جانب میں ہوگا۔

اور (بالآخر) مسلمان "افیق" (یہ دو میل لمبی گھاٹی اردن میں واقع ہے) نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے اور اپنے مویشی (چرنے کے لئے) بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے، ان کو یہ نقصان بہت شاق گزرے گا اور شدید بھوک اور سخت مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھائیں گے یہ اسی حال میں ہوں گے کہ سحر کے وقت کوئی پکارنے والا تین بار یہ آواز لگائے گا کہ: "اے لوگو! تمہارے پاس فریاد رس آ پہنچا" یہ سن کر لوگ آپس میں کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے آدمی کی آواز ہے اور نماز فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا: یا روح اللہ آگے آ کر نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے کہ اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں، (اس لئے تم ہی نماز پڑھاؤ) پس مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر اپنا حربہ سنبھالیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہو جائیں گے دجال ان کو دیکھتے ہی رانگ کی طرح پگھلنے لگے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ مار کر اسے قتل کر ڈالیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا جائیں گے، اس دن ان میں سے کسی کو بھی کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھپائے گی، حتیٰ کہ درخت کہے گا: "اے مومن یہ کافر ہے" اور پتھر کہے گا: "اے مومن! یہ کافر ہے۔"

(مسند احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم والدر المنثور)

۱۷:... حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ کے دوران ایک طویل حدیث بیان کی، جس میں انہوں نے فرمایا کہ: پھر آپ نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف شمس کی نماز سے فارغ ہو کر) سلام پھیر دیا، پس آپ نے اللہ کی حمد وثنا فرمائی اور کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا کہ:

"اے لوگو! میں بشر ہوں اور اللہ کا رسول ہوں، لہٰذا میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اگر تم یہ محسوس کرتے ہو کہ میں نے اپنے رب کی تبلیغ رسالت میں کوئی کوتاہی کی ہے تو تم نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی تاکہ میں تبلیغ رسالت میں اس طرح کرتا جس طرح کرنی چاہئے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تبلیغ رسالت کر دی ہے تو اس کی بھی تم نے مجھے خبر نہیں کی، (خلاصہ یہ کہ تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے جو پیغامات میں نے تم کو پہنچائے وہ تم سمجھ گئے ہو یا نہیں؟) لوگ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار کی تعلیمات پہنچا دی ہیں اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی ہے اور جو فریضہ آپ کے اوپر تھا ادا کر دیا ہے، پھر لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اما بعد! بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آفتاب اور ماہتاب کا گرہن ہونا اور ان ستاروں کا اپنے اپنے مطلع سے ہٹ جانا اہل زمین کے بڑے بڑے لوگوں کی موت کے باعث ہوتا ہے، انہوں نے جھوٹ کہا اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ایک قسم کی نشانیاں ہیں، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے تاکہ یہ دیکھے کہ ان میں سے کون توبہ کرتا ہے، بخدا! جس وقت میں نماز میں کھڑا تھا اس وقت میں نے ان (بڑے بڑے) واقعات کو دیکھا ہے جو تمہیں دنیا و آخرت میں پیش آنے والے ہیں۔ اور بخدا جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی، ان میں آخری کذاب کانا دجال ہوگا، جس کی بائیں آنکھ ابو تحیی (ایک انصاری بزرگ صحابی) کی آنکھ کی طرح ممسوح (طلوع ہونے کی جگہ) ہوگی۔ جب وہ نکلے گا تو خدائی کا دعویٰ کرے گا، پس جو شخص اس پر ایمان لے آئے گا اور اس کی تصدیق اور پیروی کرے گا اسے پچھلا کوئی نیک عمل نفع نہ دے گا (مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے سارے نیک اعمال باطل اور بے کار ہو جائیں گے) اور جو شخص اس کی نافرمانی اور تکذیب کرے گا، اس کو پچھلے کسی (برے اعمال) کی سزا نہ دی جائے گی (یعنی اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔

دجال حرم (یعنی مکہ و مدینہ) اور بیت المقدس

کے علاوہ ساری زمین پر مسلط ہوگا اور مومنین کو بیت المقدس میں محصور کردے گا، جو سخت پریشانی میں مبتلا ہوں گے، پس ان میں صبح کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (تشریف فرما) ہوں گے، پس اللہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے دے گا، حتیٰ کہ دیوار کی بنیاد اور درخت کی جڑ بھی آواز دے گی کہ: ”اے مومن! میری آڑ میں یہ کافر چھپا ہوا ہے آ کر اسے قتل کردے۔“

اور وہ واقعہ (قیامت کا) پیش نہیں آئے گا جب تک کہ تم ایسے واقعات نہ دیکھ لو جو تمہارے نزدیک بہت بڑے ہوں گے۔ تم اس وقت ایک دوسرے سے پوچھا کرو گے کہ کیا تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس واقعے بارے میں کچھ فرمایا تھا؟

نیز (قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ پہاڑ اپنے مرکزوں سے نہ ہٹ جائیں پھر اس کے بعد قبض (ارواح) ہوگا (یعنی قیامت آجائے گی) یہاں آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

ثعلبہ بن عباد (جنہوں نے یہ حدیث حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے سنی) فرماتے ہیں کہ میں پھر (حضرت سمرۃ بن جندبؓ کے) ایک اور خطبہ میں حاضر ہوا تو اس میں بھی انہوں نے یہ حدیث بیان کی نہ کسی لفظ کو مقدم کیا نہ موخر۔ (مستدرک حاکم و مسند احمد والدرالمنثور، وابن خزیمہ، وطحاوی، وابن حبان وابن جریر، وکنزل العمال، ابوداؤد، نسائی، ترمذی وابن ماجہ اور بخاریؒ نے بھی یہ حدیث اختصار کے ساتھ بیان کی ہے)۔

۱۸:... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے دور اول میں، میں ہوں اور آخری دور میں عیسیٰ (علیہ السلام)۔ (حاکم، کنزالعمال، الدرالمنثور، مشکوٰۃ ونسائی)

۱۹:... جلیل القدر تابعی حضرت جبیر بن نفیرؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ ایسی امت کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ (علیہ السلام)۔ (ابن ابی شیبہ، الحکیم الترمذی، الحاکم، والدرالمنثور)

۲۰:... حضرت ابوالطفیل اللیثی فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ میں تھا تو یہ افواہ اڑی کہ دجال نکل آیا، ہم حضرت حذیفہ بن اسید (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور میں نے کہا کہ ”یہ دجال تو نکل آیا ہے“ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا، اتنے میں اعلان ہوا کہ یہ ایک کذاب کا جھوٹ ہے۔

پس (حضرت) حذیفہؓ نے فرمایا کہ دجال اگر تمہارے زمانہ میں نکلتا تو بچے اسے کنکریاں مارتے وہ تو ایسے زمانہ میں نکلے گا، جب اچھے لوگ کم رہ جائیں گے، دین میں کمزوری آجائے گی اور آپس کی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی، پس وہ ہر گھاٹ پر اترے گا اور (مسافتیں اتنی تیز رفتاری سے قطع کرے گا کہ گویا) اس کے لئے زمین لپیٹ دی جائے گی، جیسے کہ مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ مدینہ (کے آس پاس) آئے گا بیرون مدینہ پر اس کا غلبہ ہوجائے گا اور اندرون مدینہ سے اسے روک دیا جائے گا، پھر وہ ایلیا (بیت المقدس) کے پہاڑ تک آئے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کرلے گا، مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ اس سرکش سے جنگ کرنے میں تم کس کا انتظار کررہے ہو (اس کا مقابلہ کرو) یہاں تک کہ تم اللہ سے جاملو، یا فتح یاب ہوجاؤ پس مسلمان طے کرلیں گے کہ صبح ہوتے ہی اس سے جنگ کریں گے، اب مسلمان اس حال میں صبح کریں گے کہ عیسیٰ ابن مریم ان کے ساتھ ہوں گے، پس عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے دیں گے۔ (مستدرک حاکم والدرالمنثور)

۲۱:... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ مرد عیسیٰ ابن مریم کو پائیں گے اور دجال سے ہونے والی جنگ میں شریک ہوں گے۔ (الدرالمنثور، مستدرک حاکم، کنزالعمال، ابن خزیمہ، اوسط طبرانی ومجمع الزوائد)۔

۲۲:... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو عیسیٰ ابن مریم کو پائے ان کو میرا سلام پہنچادے۔ (الدرالمنثور بحوالہ مستدرک حاکم)

۲۳:... حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی، زمین میں دھنسا دینے کا ایک واقعہ مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں دجال، دھواں، نزول عیسیٰ یاجوج ماجوج دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور ایک آگ جو عدن کی گہرائی سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی، چھوٹی اور بڑی چیونٹی کو جمع کردے گی (یعنی ہر چھوٹے بڑے، ضعیف اور قوی آدمی کو محشر میں جمع کردے گی)۔ (طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور کنزالعمال)

۲۴:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس (سب سے پہلی نماز فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں) مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے اور (نماز پڑھاتے ہوئے) رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد (بطور دعا) فرمائیں گے، اللہ دجال کو قتل کرے اور مومنین کو غالب کرے۔ (سعایۃ حاشیہ شرح وقایہ، بحوالہ صحیح ابن حبان ومجمع الزوائد بحوالہ بزار)

(جاری ہے)

مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا محمد دلبر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

مفتی عامر علی، نیول کالونی کراچی

۱۴ر مئی بروز ہفتہ ۲۰۱۶ء کو ختم نبوت کے ایک عظیم مجاہد حضرت مولانا محمد دلبرؒ اس فانی دنیا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ضلع اٹک کے گاؤں سلیم خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ میں حاصل کی جبکہ درس نظامی کی تکمیل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے ہوئی۔

آپ نے طالب علمی کے زمانہ سے ہی تحریکوں میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا، خاص طور پر قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس مقصد کے لئے اکابر کے ساتھ ملک کے مختلف حصوں کے دورے کئے۔

۱۹۶۹ء میں کراچی میں آ کر ستارہ مسجد نیول کالونی باکس بے روڈ میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور وفات تک اس مسجد میں ذمہ داری نبھاتے رہے۔ دل کے عارضہ کی وجہ سے آخری تین سال بیٹھ کر نماز پڑھتے رہے جبکہ جمعہ کا بیان آخری وقت تک جاری رکھا، حتی کہ انتقال سے ایک دن پہلے جمعہ کا بیان پورے جوش کے ساتھ دیا۔

آپ نے ۴۷ سال ستارہ مسجد میں خدمات سرانجام دیں، اس دوران جمعہ کے بیانات میں سب سے زیادہ اہمیت فتنہ قادیانیت کو دی، اکثر بیانات رد قادیانیت پر ہوتے جس کی وجہ سے عوام کو قادیانیت کے فتنے سے آگاہی حاصل ہوئی۔ ان کے آنے سے پہلے نیول کالونی کی آبادی میں ایک قادیانی تھا، جس کا علاقہ میں بہت اثر و رسوخ تھا وہ گھر گھر قادیانیت کا لٹریچر تقسیم کرتا تھا اور اس کے گھر میں علاقے کے مسلمان بچے ٹیوشن پڑھتے تھے۔ اس فتنے کے خلاف سب سے پہلے حضرت مولانا محمد دلبرؒ نے آواز اٹھائی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب قادیانیوں کو پاکستان کے آئین کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا تھا۔ آپ کی کوششوں سے بالآخر وہ قادیانی علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہوا، حالانکہ آبادی نیوی کی تھی اور وہ قادیانی بھی نیوی کا ملازم تھا اور علاقہ کی ڈسپنسری کو بھی چلاتا تھا۔

حضرت مولانا نے راقم الحروف کے والد ماجد عبدالرحمٰن مرحوم جو میڈیکل سے وابستہ تھے اور علاقے کے لوگوں کا علاج معالجہ بھی کیا کرتے تھے کو فرمایا کہ علاج معالجہ کے لحاظ سے اگر کوئی اس قادیانی کا راستہ روک سکتا ہے تو آپ ہی ہیں تو اس پر راقم کے والد ماجدؒ نے حامی بھری اور فرمایا کہ اگر رات کے دو بجے بھی میرے پاس کوئی مریض آئے گا تو میں اس کو واپس نہیں بھیجوں گا تا کہ وہ مریض اس قادیانی کے پاس نہ جائے۔

حضرت مولانا محمد دلبرؒ کی ایک بہت بڑی خوبی عوام الناس کی رفاہی خدمات ہیں، کسی غریب کے علاج کا مسئلہ ہوتا یا کسی بیوہ کی کفالت کا مسئلہ درپیش ہوتا، کسی یتیم کی سرپرستی کا معاملہ ہوتا یا کسی نادار بچی کی شادی کا، یہ سب لوگ حضرت مولانا سے ضرور رجوع کرتے اور ان کی یہ ضرورت لازمی پوری ہو جاتی۔ صرف اپنے علاقہ کے لوگ ہی نہ آتے بلکہ دور دراز سے لوگ اپنی ضرورتوں کے سلسلہ میں رجوع کرتے، سب کے ساتھ پوری ہمدردی اور تعاون فرماتے تھے۔

اسی طرح مساجد اور مدارس کی تعمیرات اور ضروریات کے سلسلہ میں بھی لوگ ملک کے کونے کونے سے آتے تھے۔ علاقے کی مساجد کی تعمیر کے لئے ہمیشہ ان کی مدد کی اور اکثر فرماتے تھے کہ علاقے کی دو تین سرکاری مساجد کو چھوڑ کر باقی علاقے کی تمام مساجد کی تعمیر میں نیول کالونی والوں کا حصہ ڈالا ہے۔

ملکی حالات پر بہت گہری نظر رکھتے تھے اور حالات خراب ہونے پر بہت کڑھتے تھے۔ آخری عمر میں ڈاکٹروں کی بہت سخت ہدایات تھیں کہ آپ اخبارات نہ پڑھیں کہ ملکی حالات کی خبروں کا آپ کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے تو جواب میں فرماتے کہ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کے حالات سے بے خبر رہوں۔

مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے انتہائی معتمد خادم تھے، ایک موقع پر حضرت ہزارویؒ نے حضرت مولانا محمد دلبرؒ کے بارے میں فرمایا کہ مشرقی و مغربی پاکستان میں اگر مجھے کسی پر سب سے زیادہ اعتماد ہے تو وہ یہ نوجوان (مولانا دلبر) ہے۔

ہر دور کی حکومتوں کی غلط پالیسیوں کے خلاف بہت کھل کر اظہار خیال فرماتے رہے اور کسی سے خوف نہ کھاتے، تھانے سے بار بار کہا جاتا کہ آپ احتیاط کریں کہ آپ کے خلاف بہت ساری رپورٹیں تیار ہیں اور آپ کے بیانات ریکارڈ کئے جاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی حکومت کے خلاف تنقید میں کوئی فرق نہ آتا۔

آپ کی نماز جنازہ ۱۴ر مئی ۲۰۱۶ء کو رات دس بجے ستارہ مسجد نیول کالونی، ماڑی پور، باکس بے روڈ کے متصل میدان میں علاقے کے معروف عالم دین حضرت مفتی احمد مختار نے پڑھائی، بلاشبہ ماڑی پور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا، آپ کی تدفین آپ کے آبائی علاقہ ضلع اٹک میں ہوئی۔ ☆☆

پانچویں تقریب ختم بخاری شریف

جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ، میانوالی

مولانا ابوزبیر قاری محمد زرین نقشبندی

یہ تقریب ۳۱ مارچ مطابق ۲۱ جمادی الثانی کو بعد نماز ظہر خانقاہ سراجیہ اور مدرسہ جامعہ عربیہ سعدیہ کے ساتھ متصل بڑے گراؤنڈ جو بہترین شامیانوں اور قناتوں کے ساتھ سجایا گیا تھا، جس میں مہمانان خصوصی کے لئے خوبصورت اسٹیج بنایا گیا تھا منعقد ہوئی۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد نعت کا سلسلہ شروع ہوا، زین العابدین اور اس کے ہم نوا نے حاضرین مجمع کو خوب گرمایا پھر شاعر اسلام سید سلمان گیلانی آئے انہوں نے خانقاہ شریف سے تعلق کا اشعار میں اظہار کیا پھر خواجہ خواجگانؒ کے مزار پر حاضری اور اس کے تاثرات کو بہت اچھے انداز سے بیان کیا جس سے حاضرین محظوظ ہوئے اس موقع پر مفتی طاہر مسعود نمائندہ وفاق المدارس نے خصوصی خطاب طلبا فارغین سے فرمایا۔ بعدازاں مولانا نذر الرحمن صاحب خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خواجگان کا پُراثر بیان ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری زندگی کا مقصد اعمال ہیں اور ہمارے جسم میں اہم حصہ قلب ہے اور اگر دل درست ہوگا تو اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر دل میں خرابی ہوگی تو اعمال بھی خراب ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں پر عمل کرنا ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے حضرت مولانا محمد یاسین صابر نے بھی خصوصی خطاب فرمایا اور خانقاہ شریف کے معمولات خصوصاً رمضان المبارک کے معمولات کا ذکر اور حاضرین کو ترغیب دی کہ وہ ضروری معمولات میں اپنے آپ کو شریک کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اس دوران اچانک حضرت مولانا فضل الرحمن قائد جمعیت کی آمد کا اعلان ہوا، پورے مجمع نے اٹھ کر مولانا کا والہانہ استقبال کیا، آپ اسٹیج پر تشریف لائے، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے جو اس تقریب کی صدارت فرمارہے تھے ان کو خوش آمدید کہا اور اس بات کا اظہار کیا کہ مولانا ہمیشہ خانقاہ سراجیہ میں تشریف لاتے رہتے ہیں یہاں کا اپنا گھر ہے۔

اس کے بعد مولانا فضل الرحمن صاحب کا خصوصی خطاب شروع ہوا، آپ کا خطاب ہر لحاظ سے جامع تھا ابتداً آپ نے کچھ سیاسی چٹکلے بھی بیان فرمائے اور پھر بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا جو بہت ہی جامع اور مدلل تھا۔

آپ نے امام بخاریؒ کی فضیلت اور ان کی کتاب بخاری شریف کی فضیلت اور تمام رواۃ کے مقام کا ذکر کیا، اس کے علاوہ صرفی، نحوی، لغوی اور دیگر باریکیوں کا تفصیل سے ذکر کیا، اس کے بعد اس کتاب کی آخری حدیث کا درس مکمل کیا، جس پر اکثر وہ حضرات جنہوں نے اس سے قبل مولانا کو درس حدیث کا سبق پڑھاتے نہیں سنا تھا بڑے متعجب ہوئے، لیکن بعض کو اس بات کا علم ہے کہ مولانا فضل الرحمن نے سیاست میں آنے سے قبل پوری توجہ کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کی تھی اور یہ اپنے والد گرامی مولانا مفتی محمودؒ کی نگرانی میں مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔

ہمارے بزرگوں کی یہ خصوصیات ہیں کہ وہ ہر میدان کے شہسوار ہیں خواہ سیاست کا میدان ہو یا خطابت، امامت، تدریس کا میدان ہو۔ تقریباً ساڑھے پانچ بجے یہ تقریب ختم ہوگئی اس موقع پر دورہ حدیث سے فارغین گیارہ طلبا شعبہ حفظ کے ۲۲ اور شعبہ تجوید سے فارغ ہونے والے ۱۹ طلبا کی دستار بندی کی گئی اور ان کے لئے انعامات بصورت قیمتی کتب کا اعلان ہوا۔ حضرت خواجہ خواجگانؒ کے تمام خلفائے کرام موجود تھے، البتہ بابو عبدالرشیدؒ جو قدیم خلفاء میں سے تھے اور حضرت اعلیٰ کے مرید تھے ان کی وفات ہوگئی ہے ان کی کمی کو شدت سے محسوس کیا گیا۔ اس کے علاوہ صاحبزادہ رشید احمد صاحب جو عرصہ دراز سے صاحب فراش ہیں، ان کے لئے مجمع سے خصوصی دعا کرائی گئی، اسٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری مولانا قاضی احسان احمد مبلغ ختم نبوت کراچی نے سرانجام دی۔

بندہ اپنی گاڑی میں اس تقریب میں شرکت کے لئے ایک دن پہلے یعنی ۳۰ مارچ کو آ گیا تھا، میرے ہمراہ مولوی قریش خان صاحب جو صوابی سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارے جامعہ فرقانیہ مدنیہ کے فاضل ہیں اور حضرت خواجہ خواجگانؒ کے مرید تھے وہ بھی تھے۔ اس موقع پر انہوں نے صاحبزادہ خلیل احمد سے تجدید بیعت کی۔ تقریب ختم ہونے کے بعد مغرب کے وقت واپس روانہ ہوکر رات گیارہ بجے اپنے گھر راولپنڈی پہنچے۔

الحمدللہ علی ذالک۔☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

فون:32545573

ایک قادیانی شوہر اور اس کی اسلام کی طرف راغب اہلیہ کے درمیان دلچسپ مکالمہ

محمد یوسف طاہر قریشی، چنیوٹی

بیوی: میں نے سنا ہے مانتے ہیں جس نبی کو ہم
دعوے کئے ہیں جتنے، پلندے ہیں جھوٹ کے
کہتا کبھی ''میں مہدی ہوں'' بنتا کبھی مسیح
کیسے بنے گا ایک شخص مہدی بھی، عیسیٰ بھی
کیا احمقانہ دعوے ہیں کیا احمقانہ دین
میں نے کیا ہے فیصلہ مسلم بنوں گی میں
دوزخ سے میں نے بچنا اور جنت میں جانا ہے
تو بھی خدا کے واسطے سچے نبی کا بن
دوزخ سے اپنے آپ کو للہ بچایئے

شوہر: خطرے میں اپنے آپ کو نہ ڈال جانِ من
دولت کی ریل پیل ہے کوٹھی ہے کار ہے
مذہب بدلنا اپنے کو ہے خطرے میں ڈالنا

بیوی: دنیا کے رنج و عیش ہیں کس اعتبار کے
دنیا کی عیش و عشرت فانی سے کیا غرض
دولت سے بڑھ کے قیمتی ایمان ہے جناب
دولت تو ڈھلتی چھاؤں ہے رہتی نہیں مدام
ایمان کے بغیر ہیں خطرے میں ہر گھڑی
قسمت کا رزق پائیں گے ہوں گے جہاں بھی ہم
اب بھی تو جو کچھ پاس ہے رب نے دیا ہمیں
اس کی رضا سے بنتے ہیں دونوں جہاں جناب
توبہ کریں گے قادیانیت سے دونوں ہم
توبہ خدایا کرتے ہیں ہم جھوٹے دین سے
ہم کو بنا تو صالحین و عارفین سے
دنیا و آخرت میں ہمیں کامران کر

بے انتہا فراڈیا تھا، جھوٹ کا تھا بم
اس دین میں جو بندے ہیں، بندے ہیں جھوٹ کے
احمد بتاتا خود کو، کبھی وہ کاذب و قبیح
احمد بنے گا خود ہی اور خود ہی وہ مولیٰ بھی
لگتا ہے مجھ کو شخص وہ، اک جھوٹ کی مشین
دونوں جہاں میں رب کی، نہ مجرم بنوں گی میں
اسلام سچا سُچا ہے، مذہب سہانا ہے
تیری بلائیں لیں گے وہ فردوس کے چمن
حب رسول پاک ﷺ سے دل کو سجایئے
اب رہ رہے ہیں کتنے ہی خوشحال جان من
دولت کی دیوی کس قدر ہم پہ نثار ہے
ایسے ہے خود کو شیر کے پنجرے میں ڈالنا
دو دن خزاں کے ہوتے ہیں دو دن بہار کے
جو بے وفا ہے ایسی جوانی سے کیا غرض
ایمان ہے تو ساتھ پھر رحمٰن ہے جناب
دنیا کے عیش و رنج کو ہرگز نہیں دوام
بے چینیوں کے ہوں گے ہم نرغے میں ہر گھڑی
اللہ ہمیں کھلائے گا ہوں گے جہاں بھی ہم
اسلام میں جو آئیں گے دے گا رضا ہمیں
اس کی سزا سے بنتے ہیں دونوں جہاں خراب
ہوں ہم کنار رافت و عزت سے دونوں ہم
کرتے ہیں دین حق قبول ہم یقین سے
ہم کو بنا تو متقین و مومنین سے
ہم کو چلا کے دین پہ جنت مکان کر

شوال کے چھ روزے

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو شخص رمضان المبارک کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی مانند ہوگا۔

(مشکوٰۃ ص:۱۷۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنا جنہیں ”شش عید کے روزے“ بھی کہا جاتا ہے، بہت بڑے اجر وثواب اور برکت وفضیلت کی چیز ہے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں:

”ان چھ روزوں کو صوم دہر کی مثل اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر نیکی پر دس گنا ملتا ہے، تو یہ تشبیہ مبالغہ اور شوال کے چھ روزوں پر ترغیب وتحریص کے لئے بیان فرمائی گئی ہے۔“

(طیبی ج:۴ ص:۱۸۳)

مطلب یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنے پر یہ ثواب محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حاصل ہوتا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک نیکی پر دس گنا اجر ملتا ہے، اور جب کسی نے رمضان المبارک کے تیس روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے تو اس کے کل چھتیس روزے ہوگئے، اور ہر روزے پر دس روزوں کے ثواب کا وعدہ ہے، لہٰذا چھتیس کو دس کے ساتھ ضرب دیں تو تین سو ساٹھ ہوجاتے ہیں اور قمری سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں، لہٰذا چھتیس روزے رکھنے پر اسے تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب عطا فرمادیں گے۔

حاصل یہ کہ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے پر ”الحسنۃ بعشر امثالہا“ کے اصول کے تحت اسے پورے سال کے روزوں کا ثواب حاصل ہوگیا اور اگر وہ ہر سال اس طرح کرتا رہے تو اسے زندگی بھر روزے رکھنے کا ثواب حاصل ہوگا۔

مالک کا کیا ہی کرم واحسان اور فضل وعنایت ہے کہ سال بھر میں صرف چھتیس دن روزے رکھنے پر پورا سال روزہ رکھنے کا ثواب عنایت فرماتے ہیں۔

ان روزوں کے سلسلے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اولیٰ وافضل یہ ہے کہ رمضان کے فوراً بعد یعنی شوال کی دوسری تاریخ سے لے کر ساتویں تاریخ تک مسلسل روزے رکھے جائیں تو یہ فضیلت وبرکت حاصل ہوگی۔

جبکہ امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایسی کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ متفرق ومسلسل جس طرح ممکن ہو، پورے مہینے میں چھ روزے رکھ لئے جائیں تو یہ اجر وثواب حاصل ہوجائے گا۔

چنانچہ اس بارے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ ”اوجز المسالک“ شرح موطا امام مالکؒ میں لکھتے ہیں:

”ان کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں، جب استحباب ثابت ہوگیا تو پھر چاہے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق، شروع مہینے میں ہوں یا آخر میں، یہ فضیلت حاصل ہوگی، کیونکہ حدیث میں ایسی کوئی قید نہیں ہے، اس لئے کہ یہ چھ، تیس دنوں کے ساتھ مل کر چھتیس بنتے ہیں اور یہ مقصد مسلسل ومتفرق دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔“

(موطا ج:۳ ص:۹۶)

سو سال سے زائد عرصہ سے خدمت میں
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

اس کے علاوہ درمختار میں ہے:

"شوال کے روزے متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے اور مختار یہی ہے کہ پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔"

بہرحال جس طرح ممکن ہو یہ روزے رکھنا چاہئیں، اس لئے کہ ان روزوں کی فضیلت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات عالیہ وارد ہوئے ہیں، چنانچہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ نے شرح موطا میں منذریؒ کے حوالے سے ایک اور حدیث نقل فرمائی ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لئے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوگیا، جیسے وہ ماں کے پیٹ سے پیدائش کے دن پاک تھا۔"

☆☆.........☆☆

فضائلِ آیۃ الکرسی

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

آیت الکرسی بھی سورۂ بقرہ کی ایک آیت ہے جو تیسرے پارے کے پہلے صفحہ پر ہے' اس کے پڑھنے کی بہت فضیلت آئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے زیادہ بڑی ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ و رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ سب سے بڑی آیت یہ ہے: "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔" آخر تک' یہ سن کر ان کی تصدیق فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: "تم کو علم مبارک ہو۔" (مسلم)

بعض احادیث میں آیۃ الکرسی کو تمام آیات قرآنیہ کی سردار فرمایا۔ (حصن حصین)

ایک حدیث میں ہے کہ جب تم رات کو سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی "اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" آخر تک' پڑھ لو اگر ایسا کرو گے تو اللہ کی طرف سے تمہارے اوپر ایک نگران مقرر ہو جائے گا اور تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا۔

فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی:

فرض نماز کے بعد بھی آیۃ الکرسی پڑھنی چاہئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لے اس کو جنت میں جانے کے لئے موت ہی آڑ بنی ہوئی ہے اور جو شخص اس آیت کو اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اور پڑوسی کے گھر میں اور آس پاس کے گھروں میں امن رکھے گا۔ (بیہقی)

شیطان کے اثر' آسیب' بھوت پریت سے بچنے کے لئے آیۃ الکرسی کا پڑھنا مجرب ہے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھنا:

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لیں تو یہ آیات اس کے لئے کافی ہوں گی (یعنی رات بھر یہ شخص جن و بشر کی شرارتوں سے محفوظ رہے گا) ہر ناگوار چیز سے اس کی حفاظت ہوگی۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں نازل فرمائی ہیں' جن پر سورۂ بقرہ ختم کی ہے' جس رات بھی پڑھی جائیں گی تو شیطان اس کے قریب نہ آئے گا۔ (ترمذی، دارمی)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ کے ختم پر جو آیتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے خزانوں سے دی ہیں' جو عرش کے نیچے ہیں' ان میں جو دعائیں ہیں' ایسی جامع ہیں کہ انہوں نے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی' جس کا سوال ان میں نہ کیا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

وداعِ رمضان

مولانا محمد ثانی مرحوم

رحمت حق آئی قسمت در چلے — سجدہ ریزی کو خدا کے گھر چلے
نعمتوں سے گود بھرنے خوش نصیب — زاہدان باصفا بڑھ کر چلے
وا ہوئے در بزم رحمت کے تمام — اہل درد و سوز کھنچ کھنچ کر چلے
گلشن رحمت کی ہر دم سیر کی — اپنے دامن کو گلوں سے بھر چلے
رہ گئے محروم ہم ہی کم نصیب — جھاڑ کر دامن کو اپنے گھر چلے
شمع کی مانند اس کی بزم میں — چشم تر آئے تھے دامن تر چلے
قدر نعمت کی نہ کچھ ہم کرسکے — بوجھ عصیاں کا لئے سر پر چلے
ہائے رے حسرت نصیبی وائے غم — کس لئے آئے تھے اور کیا کر چلے
نور سمٹا چاندنی پھیکی پڑی — سر چھپانے کو مہ و اختر چلے
ماہ رحمت کے شب و روز و سحر — ہر طرف تم نور برسا کر چلے
تم سے ملتی تھی دلوں کو تازگی — تم چلے ارمان سارے مر چلے
الفراق اے ماہ رمضاں الفراق — زخم دل، پر کیا لگے نشتر چلے
آئے رحمت کو لئے ہر سال تو — تیری رحمت کی ہوا گھر گھر چلے
ایک جھونکا تیری رحمت کا ادھر — بہر الطاف اے کرم گستر چلے
ہوں نہ ہوں یہ لطف کے دن پھر نصیب — اور دور بادۂ کوثر چلے
اور بھی کچھ اور بھی کچھ اور بھی — جانے کب در بند ساقی کر چلے
ساقیا اب لگ رہا ہے چل چلاؤ — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

تکمیل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

فیضان

معجونِ قوتِ اعصاب زعفرانی

33 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرد خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	تج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مرواريد	دارچینی	اکر	الائچی خورد	بیج کاکنج	شگوفہ اذخر
ورق طلاء	لونگ	مائیں	الائچی کلاں	بیج عشق پیچ	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	بیج موگے	زنجبیل	ماجو	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	رس کنولی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت 1200 روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی موثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مرواريد	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل دھی	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

فیصل FOODS شار پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاتر ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمدؒ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
حافظ ناصرالدین خاکوانیؒ
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھریؒ
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK68ABPA0010010964680019**
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. **PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.